www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

13/دسمبر 2013ء جمعۃ المبارک 09 صفر ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر : 44

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

بُڈِتھ کرِٛیہ کرِتھ نہٕ ہیکانہٕ
پَتہٕ نۆندِہ کیٛاہ دَمہٕ دِیانہٕ
سُلہِ کونہٕ کۆرُتھ گیٛانہٕ
اَصل ہێندِہ مسلمانہٕ

''افسوس بڑھاپے میں کوئی عبادت ہو نہیں سکتی کیونکہ بندگی کی طاقت ختم ہو چکی ہوتی ہے، اے دانا آدمی! پھر کیوں تو جوانی ہی میں ریاضت نہیں کرتا ان خالی خوالی لاف زینوں سے کیا فائدہ! تو نے پہلے ہی یہ کیوں نہ بھانپ لیا کہ کرنا کیا چاہیے، اور جانا کہاں ہے۔ اے ہندو، مسلم! ذرا پہلے ہی سے خداجوئی کی طرف آجاؤ اور بندگی میں لگ جاؤ''۔

غذائی اَجناس کا تحفّظ

وقت کی اہم ترین ضرورت

ہندوستان ایک ترقی پذیر ملک ہے اور حالا کہ اس نے گذشتہ چھیاسٹھ سالوں میں اچھی خاصی ترقی کرلی ہے مگر غربت ابھی بھی اس کے ساتھ جسم وجن کی طرح چمٹی ہوئی ہے اور اگر سروے رپورٹوں کی مانیں تو ہندوستان کی آدھی سے زیادہ آبادی آج خط افلاس سے نیچے زندگی گذار رہی ہے۔ اس غربت کا سب سے افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ ہم غریبوں کو انسان کی بجائے کوئی ایسی مخلوق سمجھتی ہے جو تغذیہ کے نام پر سڑے انڈے، کیڑوں بھرے چاول اور جراثیم کش ملے کھانے کے تیل کے ہی لائق ہیں۔ غریب بچے جن کا قصور صرف اتنا ہے کہ ان کی پیدائش ایسے غریب سماجی طبقہ میں ہوئی جو پہلے سے ہی خوفناک ناانصافی کے بوجھ سے دبا ہوا ہے۔ مِڈ ڈے میل کے نام پر ان بچوں کو ایسا خراب کھانا کھانے کو دیا جاتا ہے جس کو ان کے ہی ٹیچر خراب کہہ کر ردّ کر چکے ہوتے ہیں۔ یہ وہ ٹیچر ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ اس قدیم تہذیب کا حصہ ہیں جس کا ارتقاء خدائی اقدار سے ہوا ہے۔ یہ جدید ہندوستان کے گروہ ہیں جو اس پیسے کو چراتے ہیں جو ان کے غریب طلبہ کا ایک وقت کا پیٹ بھر کھانے کیلئے دیا جاتا ہے اور کھانا بھی کیسا نہایت عام جس سے کسی طرح وہ بس زندہ رہ سکیں۔ یہ گروہ ایسے مکار اور ریا کار ہیں جو موت کا نوالہ بننے والے بچوں کے ماں باپ سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ ان کے احسان مند رہیں۔ سرکار مِڈ ڈے میل منصوبہ چلاتی ہے اس کے زہریلے اثرات کی وجہ سے ہونے والی اموات پر بظاہر دُکھ کا اظہار کرتی ہے لیکن انسانیت کے تعلق سے مسلسل ہو رہے اس سنگین جرم کے بارے میں تعارفِ جاہلانہ کا ڈرامہ بھی کرتی ہے۔

خبریں نشر کرنے والے چینل جو حال ہی میں ایسے مسائل کے متعلق بیدار نظر آتے ہیں ان کا نظریہ بھی حکومت سے کچھ بہتر نہیں ہے۔ ہم نے اس مڈ ڈے میل منصوبہ کا مذاق بنا ڈالا ہے جسے سبھی ریاستوں کے اسکولوں میں لاگو کرنے کا آرڈر سپریم کورٹ نے دیا تھا۔ سوال یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کے عوام کو کس طرح کا خوراکی تحفظ دے سکتے ہیں جب کہ اس تحفظ کے نام پر اُنہیں صرف کیڑوں بھرا کھانا دیا جاتا ہے جو صحیح طریقے سے اسٹور نہ ہونے کی وجہ سے سڑ رہا ہے۔

حالانکہ اس معاملہ میں بہار کی طرح دوسری ریاستیں اتنی خراب نہیں ہیں۔ تمل ناڑو نے ۱۹۶۰ء میں اسے لاگو کیا تھا اور اس میں کافی حد تک کامیاب بھی رہا۔ اناج کی تقسیم اور لانے لے جانے میں ہونے والی گڑبڑ اور اسکولی انتظامیہ کے کرپشن میں ملوث ہونے کی خبریں تو سننے میں آتی رہی ہیں تاہم ۲۰۰۹ء سے پہلے کبھی اس سلسلہ میں کوئی بڑی گڑبڑی سامنے نہیں آئی۔ اس کے باوجود یہ سوچنا افسوسناک لگتا ہے کہ ملک کے مختلف علاقوں میں فاقہ کشی اور تغذیہ کی کمی کی وجہ سے کافی تعداد میں اموات ہو رہی ہیں اور طرفہ تماشہ یہ ہے کہ ان پر روک لگانا ناممکن لگ رہا ہے۔

وزارتِ برائے فروغ انسانی وسائل کی ویب سائٹ پر بڑے فخر سے یہ تذکرہ کیا گیا تھا کہ بارہ لاکھ اسکولوں میں پڑھ رہے گیارہ کروڑ بچے تغذیہ سے بھرپور گرما گرم کھانے سے فائدہ اُٹھا رہے ہیں۔ اس ویب سائٹ پر اس کا ذکر بھی کیا گیا کہ اس کھانے کو تیار کرنے اور اس کو جمع کرنے کیلئے کتنے لوگوں کی تقرری کی گئی ہے۔ جو انڈے سڑ گئے ہوں، جس چاول اور آٹے کی بوری میں کیڑے ملے ہوئے ہوں ایسے کھانے سے آپ تغذیہ کی کیسی توقع رکھتے ہیں۔ اس ویب سائٹ میں ایک پورا حصہ ''ریسرچ مطالعات کے نتائج'' کے ذیلی عنوان سے موجود اس حصہ میں پروفیسر امرتیہ سین کے ٹرسٹ آزاد ایجنسیوں کی تلاش کا ذکر بھی کیا گیا ہے۔ ٹرسٹ دعویٰ کرتا ہے کہ اس منصوبہ کو پورے ملک میں کامیابی کے ساتھ لاگو کیا گیا ہے، لیکن کھانے کی کوالٹی میں اصلاح کی گنجائش موجود ہے۔ واضح حقیقت یہ ہے کہ یہ منصوبہ ہندوستان کی کئی ریاستوں میں ناکام رہا ہے۔ اس میں اڑیسہ کے کھوردا ضلع میں کئے گئے تجربہ پر مبنی مطالعہ کا بھی ذکر ہے۔ یہ مانا جاتا ہے کہ مِڈ ڈے میل منصوبہ کے ذریعہ بچوں میں سماجی اصلاح کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے۔ ایسے مطالعوں پر سوال اُٹھنا چاہیے کیوں کہ ایسے مطالعے بہت محدود علاقوں میں اسکولوں اور گھروں میں کئے جاتے ہیں۔ ان سے پورے ہندوستان کے مِڈ ڈے میل منصوبہ کی صورتِ حال کے بارے میں نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا ہے۔ غیر سرکاری تنظیموں اور حکومت کو ایسے دعوے کرتے ہوئے احتیاط برتنی چاہیے کیونکہ اس منصوبہ کے تحت ہونے والی بدعنوانیوں اور کھانے میں ملے زہر سے ہو رہی اموات سے واضح ہے کہ جانچ کرنے والی ایجنسیاں کھانے کے اسٹوریج اور منصوبہ لاگو کرنے میں موجود کرپشن کے مسائل کی بڑھتی ہوئی تعداد سے انجان بنی ہوئی ہیں۔ یہ اعداد و شمار گمراہ کن اور غلط ہیں اور حکومت کا یہ دعویٰ کھوکھلا ہے کہ اس کی حکومت میں ۲۰۰۴ء کے بعد غریبی کی شرح کم ہوئی ہے۔

> ضرورت ہے کہ حکومت اناج کا ذخیرہ کرتے وقت اس بات کا بھرپور انتظام کرے کہ اسٹور صاف ستھرے ہوں اور ان میں ان تمام وسائل اور اَشیاء کا استعمال کیا جائے جو اَناج کو گلنے سڑنے اور کیڑوں سے بچاتی ہوں، حکومت غذائی اَجناس کے تحفظ پر جتنا دھیان دے گی اتنی ہی غربت کی سطح میں کمی آئے گی اور ضرورت مندوں تک صحیح غذائی اَجناس کی ترسیل ہوگی۔

ہندوستان کی کامیابی کی کہانی کا پروپیگنڈہ ماند پڑتا جا رہا ہے۔ ملک میں آج بھی تغذیہ کی کمی کی شکار خطِ افلاس سے نیچے رہنے والی آبادی بہت زیادہ ہے۔ بنیادی تغذیہ اور کھائے جانے کے لائق کھانا عوام کا بنیادی حق ہے۔ حکومت شاید اس طرح کا بھدا مذاق پسند کرتی ہے تبھی وہ غذائی تحفظ کے بارے میں نہایت سنجیدہ ہونے کا دعویٰ بار بار کرتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آج خوراک اور غذائی اجناس کے نام پر موت تقسیم کی جارہی ہے جیسا کہ بہار میں یہ خوفناک نظارہ پوری طرح سامنے آچکا ہے۔

بہر حال صورتحال پوری طرح سامنے آچکی ہے۔ اب یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ مِڈ ڈے میل کے نام پر دی جانے والی غذائی اجناس کے تعلق سے اس بات کا بھرپور خیال رکھے کہ وہ گلی سڑی ہوئی نہ ہوں تاکہ ملک کو دوبارہ دُنیا میں کسی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے، جس کا سامنے بہار میں ہونے والی بچوں کی اموات سے کرنا پڑا ہے۔ اس لئے اس بات کی خاص ضرورت ہے کہ حکومت اناج کا ذخیرہ کرتے وقت اس بات کا بھرپور انتظام کرے کہ اسٹور صاف ستھرے ہوں اور ان میں ان تمام وسائل اور اَشیاء کا استعمال کیا جائے جو اَناج کو گلنے سڑنے اور کیڑوں سے بچاتی ہوں، حکومت غذائی اَجناس کے تحفظ پر جتنا دھیان دے گی اتنی ہی غربت کی سطح میں کمی آئے گی اور ضرورت مندوں تک صحیح غذائی اَجناس کی ترسیل ہوگی۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

www.khanqah.in

فیس بک دورِ حاضر کا مہلک ترین فتنہ

محمد سعد عمر

ہَر دَور میں کوئی نہ کوئی فتنہ ہوتا ہے، جس سے اُمت مسلمہ کو آزمایا جاتا ہے اور جیسے جیسے خیر القرون کا زمانہ دور ہوتا جارہا ہے، فتنوں میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ آج کے دَور میں امت مسلمہ کیلئے سب سے بڑا فتنہ بے حیائی اور فحاشی کا بڑھتا ہوا سیلاب ہے۔ ہماری نوجوان نسل عریانی اور فحاشی کے سیلاب میں بہتی چلی جارہی ہے۔ ٹی وی، انٹرنیٹ، وی سی آر اور فیس بک جیسے شیطانی ذرائع وآلات کی وجہ سے نوجوان مرد وزن فیشن پرستی اور مغربی عریانیت کے دلدادہ ہو چکے ہیں۔ اور اور چاہتے ہیں کہ ہمارے اوپر کوئی پابندی نہ ہو، ہمیں من مانی اور نفسانی زندگی گذارنے کا موقع مہیا ہو۔ دوسری طرف کفار ویہود کی طرف سے مسلسل یہ کوشش ہے کہ دین اسلام اور مسلمانوں پر حملہ کرکے ان کا نام ونشان مٹادیا جائے۔ اسلام کو مٹانے کیلئے اور مسلم نوجوانوں کو اپنا شکار بنانے کیلئے دُشمن نے جو بڑے حربے اپنائے ہیں ان میں سب سے اہم حربہ بے حیائی اور بے شرمی ہے۔

ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ جدید ذرائع انٹرنیٹ وغیرہ سے ہمارا دُشمن ہمیں دین سے منحرف کرنے اور اِرتداد کے گھاٹ پر لے جانا چاہتا ہے، تاکہ غیر محسوس طریقہ سے اسلام کی عظمت ہمارے دلوں سے نکل جائے، اور افسوس! کہ اُمت مسلمہ کا نوجوان طبقہ باطل کے اس پھندے اور ہتھکنڈے میں بری طرح جکڑا ہوا ہے اور اپنے آپ کو ترقی کے نام پر اسکرین کا دیوانہ بنائے ہوئے ہے۔ کانوں میں اذان کی آوازیں گونج رہی ہوتی ہیں اور خالق کائنات کی احسان شناسی کی دعوت دی جارہی ہوتی ہیں مگر یہ غافل طبقہ، اسکرین کا غلام، نیٹ کا پجاری فیس بک پر بیٹھا اللہ کی بے مثال نعمت یعنی اپنی آنکھوں کو خراب کرتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حق تعالیٰ کا ارشاد نقل کیا ہے (یعنی یہ حدیث قدسی ہے) کہ نظر شیطان کے تیروں میں سے ایک زہریلا تیر ہے، جو بندہ دل کی خواہش کے باوجود میرے خوف سے اپنی نظر پھیر لے، میں اس کے بدلے اس کو ایسا پختہ ایمان دوں گا، جس کی لذت وہ خود اپنے دل میں محسوس کرے گا۔ (کنز العمال: جلد ۵/۲۲۸) قرآن وحدیث میں جگہ جگہ زبان، نظر اور شرم گاہ کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ''اے محمد! مومنین سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

ملت اسلامیہ کے نوجوانو! باطل نے ہمیں بدنظری جیسے مہلک مرض میں مبتلا کرکے اب ہم سے ایمان سلب کرنے کی کوشش شروع کردی ہے، جن کیلئے وہ انٹرنیٹ، فیس بک اور جدید مشینوں کو بطور ہتھیار استعمال کررہا ہے۔ پیر ذوالفقار صاحب نقشبندی دامت برکاتہم نے انٹرنیٹ کے لفظ کو بڑی اچھی وضاحت کی ہے کہ 'انٹر' بمعنی انٹری کرنا، داخل ہونا، اور نیٹ بمعنی جال، یعنی شیطان کے جال میں اپنے آپ کو داخل کرنا۔

چند سالوں پہلے ایک یہودی انجینئر (جو امریکہ کے کسی فحاشی پھیلانے والی کمپنی میں کام کررہا تھا اور بعد میں مسلمان ہوگیا تھا) اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کو پوری دُنیا کے تمام مذاہب والوں کو گمراہ کرنے کیلئے کوئی خاص محنت نہیں کرنی پڑتی، ہاں کوشش اور محنت صرف مذہب اسلام کے متوالوں کو گمراہ کرنے کیلئے کرنی پڑتی ہے، کیونکہ تمام برائیوں کی اصل جُوا، شراب اور زِنا سب کے یہاں جائز ہے، لہٰذا یہ لوگ خود بخود تمام برائیاں انجام دیتے ہیں۔ البتہ مذہب اسلام میں یہ چیزیں حرام ہیں، اسلئے ان کو گمراہ کرنے کیلئے ہمیں بڑی کوششیں کرنی پڑتی ہیں اور ہماری کوششوں کا اصل محور دو چیزیں ہیں، ایک عورت اور دوسرے پیسہ۔ ان دو چیزوں کے ذریعہ ہم ایمان والوں کے ایمان کو سلب کرسکتے ہیں۔ ان میں سے پہلی چیز یعنی عورت کے فتنے کو فروغ دینے کیلئے انٹرنیٹ اور فیس بک جیسی اسکیمیں چلائی گئی ہیں۔ انٹرنیٹ خصوصاً اس میں فیس بک مسلمانوں کیلئے سمِ قاتل ہے۔ مگر آج مسلم نوجوانوں کی اکثریت اسی پھندے میں پھنسی ہوئی ہے، اور ان اسکرینوں کی دیوانی بن چکی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ اس فتنہ میں سب سے زیادہ استعمال عورتوں کا ہوتا ہے، اور وہ بھی برہنہ تصویروں کے ساتھ۔ حدیث میں آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: کہ عورتیں شیطانوں کی جال ہیں۔ یعنی شیطان عورتوں کے ذریعہ سے مردوں کا شکار کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے اپنے بیٹے کو مختلف نصیحتیں کیں، جن میں ایک اہم نصیحت یہ بھی تھی کہ بیٹا! شیر اور سانپ کے پیچھے چلے جانا، مگر کسی اجنبی عورت کے پیچھے کبھی نہ چلنا۔ کیونکہ شیر اور سانپ تو صرف جان لے جاتی ہے، مگر عورت کا پیچھا کرنے سے تو دیگر ہلاکتوں کے ساتھ کبھی ایمان بھی چلا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس ہلاکت خیز فتنہ سے ہم سب کی حفاظت فرمائے اور نگاہوں کو ایسے کاموں میں لگانے کی توفیق دے جن سے دین کی اشاعت وحفاظت ہوتی ہو۔ آمین ثم آمین

ادارتی نوٹ: مراسلہ نگار کی آراء سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں!

رِشتے کا معیار تلاش کیجئے

محمد منور ڈار

رشتہ لڑکی کا ہو یا لڑکے کا مناسب ''بر'' کی تلاش سب سے بڑا مسئلہ ہے، رشتوں کی کلاس کے تناظر میں اگر دیکھا جائے تو واضح طور پر یہ محسوس ہوتا ہے کہ جہاں عورت مرد کی ناانصافی کا شکار ہے، وہیں عورتیں بھی اس ضمن میں بری الذمہ قرار نہیں دی جاسکتیں، کیونکہ ہمارے معاشرے کی ہر ماں اور بہن اپنے بیٹوں اور بھائیوں کیلئے کم عمر خوبصورت اور پڑھی لکھی چاہتی ہیں چاہے اُن کے بیٹوں اور بھائیوں میں یہ خصوصیات ہوں یا نہ ہوں یا خود ان کی اپنی بیٹیاں اس فارمولے پر پوری اترتی ہو یا نہیں۔ ہمارے معاشرے میں خوبصورتی کا معیار گورا رنگ ظاہری حسن اور خوبصورتی ہے، اس غلط رجحان کی وجہ سے ہزاروں لڑکیاں والدین کی دہلیز پر عمر گزار دیتی ہیں، بعض اوقات یہی روش لڑکیوں کو نفسیاتی مریض بھی بنادیتی ہے۔

حالانکہ خوبصورتی اور دولت درحقیقت ایک اضافی اور عارضی چیز ہے کیونکہ حسن تو ایک معمولی سے بخار سے بھی ختم ہوسکتا ہے اور دولت تو کسی بھی وقت چوری ہوسکتی ہے، اصل چیز نیک سیرت اور دین داری ہے لیکن ہمارے معاشرے میں اس چیز کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔ لڑکی کی عادت چاہے ناقابل برداشت ہی کیوں نہ ہو، اس کا خوبصورت ہونا پورے گھر کی شرط ہوتی ہے، اس صورت حال سے مرد بھی احساسِ کمتری کا شکار ہوجاتے ہیں، جس کا نتیجہ بھی لڑکی اور اسکے والدین کو بھگتنا پڑتا ہے اسلئے لڑکی کے والدین اپنے سے کمتر اور مختلف ماحول کے حامل گھرانوں سے رشتہ طے کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاتے یہ سوچے بغیر ہی کہ کیا اس گھر کے ماحول میں ہماری بیٹی ایڈجسٹ ہو بھی سکے گی کہ نہیں، ہر چیز کو ہر بات کو لڑکی کا نصیب کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے، کتنی ہی اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیوں کو ان کی مرضی کے بغیر کم پڑھے لکھے لڑکوں کے ساتھ بیاہ دیا جاتا ہے۔ کتنی ہی لڑکیوں کو شہروں سے دیہات میں بیاہ دیا جاتا ہے، اس بات کا خیال کئے بغیر کہ ہماری بیٹی وہاں نباہ کر بھی سکے گی یا نہیں؟

اس طرح کی صورتحال سے مردوں کو بھی دوچار ہونا پڑتا ہے، لیکن زیادہ مسائل کا سامنا ایک عورت کو ہی کرنا پڑتا ہے کیونکہ شادی کے بعد لڑکی سے ''فرشتہ'' بننے کی توقع باندھ لی جاتی ہے جب لڑکی اس توقع پر پورا نہیں اترتی تو نوبت طلاق تک پہنچ جاتی ہے۔

کسی بھی معاشرے کی ترقی، ثقافت، رسم ورواج اور بنیادی تقاضوں میں اس کے پرائمری اور سیکنڈری نوعیت کے اداروں کی تشکیل وتعمیر شامل ہوتی ہے، انہی میں ایک پرائمری ادارہ خاندان ہے، جو معاشرے کیلئے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح قطرہ قطرہ مل کر دریا بن جاتا ہے اسی طرح خاندانوں کی اکائیوں سے مل کر گھر اور معاشرہ وجود میں آتا ہے، لہٰذا جو صفات انفرادی طور پر ان گھروں میں پائی جائیں گی اس معاشرے کی نمایاں خصوصیات ہوں گی۔

اگر خدانخواستہ اصلی تربیت گاہ ہی تمام خرابیوں کا گہوارہ ہوگی تو آئندہ صلاح وفلاح کی کیسے توقع کی جاسکتی ہے اسلئے رشتے ہمیشہ دولت اور خوبصورتی کی بنیاد پر نہیں انسانیت کی بنیاد پر کرنے چاہئیں اور دونوں طرف سے اس سوچ کو فروغ دینا چاہیے کہ لڑکا اور لڑکی نیک صالح، ایماندار ہوں رشتے دولت کی سطح پر نہیں ایمان کی سطح پر طے کرنے چاہئیں۔

امیر المؤمنین خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رات کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں گشت کررہے تھے جب ایک گھر کے پاس سے گزرے تو اس کے اندر سے ایک ماں کی آواز آرہی تھی۔ بیٹی جلدی جلدی صبح ہونے سے پہلے دودھ میں پانی ملادو تو اس لڑکی نے کہا کہ اے اماں! امیر المؤمنین نے دودھ میں پانی ملانے سے منع کیا ہے تو عورت کہنے لگی وہ کونسا ہمیں دیکھ رہے ہیں لڑکی نے کہاں، اماں! اللہ تو دیکھ رہا ہے۔

آپ اس کے اخلاق وایمان کی مضبوطی سے بہت متاثر ہوئے جب صبح ہوئی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان ماں بیٹی کو بلایا اور اپنے بیٹے کیلئے اس لڑکی کا رشتہ مانگ لیا چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ اس پاک باز جوڑے سے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسے خلیفہ کی قیادت قوم کو نصیب ہوئی۔ اس لئے رشتوں کی بنیاد ایمان کی سطح پر ہونی چاہیے۔ اسی میں مثالی معاشرہ اور بہترین قوم کی تشکیل کا راز مضمر ہے۔

ضلع کولگام میں دینی کتابوں کا مرکز

اسلامی بک شاپ

نزدیک صدر ڈاکخانہ کولگام

فون نمبرات: 9858899587, 9906793959

www.khanqah.in

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

13 دسمبر 2013ء جمعۃ المبارک

حسد حرام ہے

کسی کے عیش وآرام کو دیکھ کر دل کو صدمہ، رنج اور جلن اور یہ آرزو کرنا کہ یہ اچھی حالت اس کی زائل ہوجائے حسد کہلاتا ہے۔

اس کی حقیقت کسی کی نعمت اور راحت، عزت اور مرتبہ علم وورع، جاہ ومال، صحت وتندرستی وغیرہ کو دیکھ کر جلنا کڑھنا اور یہ تمنا کرنا کہ خواہ مجھے بھی حاصل نہ ہو لیکن اس کے پاس یہ نعمت نہ رہے کسی طرح ختم ہوجائے یہ حسد ہے جو حرام اور گناہِ کبیرہ ہے۔ حسد قلبی مرض ہے اس میں دین کا بھی نقصان ہے اور دُنیا کا بھی، اس کا سبب عموماً تکبر اور غرور ہوتا ہے یا عداوت اور خباثت نفس۔ خواہ مخواہ اللہ کی نعمت میں بخل کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ جس طرح میں کسی کو کچھ نہیں دیتا اسی طرح حق تعالیٰ بھی دوسرے کو کچھ نہ دے پس یہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ کا مقابلہ یا پھر تقدیر کے ساتھ جھگڑنا ہے۔

حسد پہلا گناہ ہے جس کا ظہور آسمان جیسی مقدس جگہ پر ہوا اور یہی سب سے پہلا گناہ ہے جو زمین پر کیا گیا۔ کیونکہ آسمان میں ابلیس نے تکبر کی بنا پر حضرت آدم علیہ السّلام سے حسد کیا اور زمین پر آدم کے بیٹے قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کیا۔

البتہ ایسے شخص پر حسد جائز ہے جو خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو نافرمانی میں خرچ کر رہا ہو اسکے مال کے زوال کی تمنا کرنا گناہ نہیں اسلئے کہ یہاں دراصل اس معصیت کے بند ہونے کی تمنا ہے۔ واضح ہو کہ دوسرے کو نعمت میں دیکھ کر حرص کرنا اور چاہنا کہ اس کے پاس بھی یہ نعمت رہے اور مجھے بھی ایسی ہی حاصل ہوجائے غبطہ اور رشک کہلاتا ہے اور غبطہ شرعاً جائز ہے۔ کیونکہ غبطہ میں کسی کی نعمت کا ازالہ مقصود نہیں ہوتا۔

حسد ایک ایسی بیماری اور ایسی آگ ہے جو رفتہ رفتہ لگتی چلی جاتی ہے اور انسان کی نیکیوں کو فنا کر ڈالتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ میری نیکیاں ختم ہو رہی ہیں اسلئے حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے حسد سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ تم حسد کرنے سے بچو، اسلئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔

حسد بذاتِ خود گناہ ہے اور گناہ بھی کیسا؟ جو اپنی زندگی کی کمائی ہوئی نیکیوں کو کھا جاتا ہے آخرت کی لگی ہوئی کھیتی کو جلا کر بھسم کر دیتا ہے، حسد کی نحوست یہ ہے کہ اعمال نامے سے نیکیوں کا صفایا ہوجاتا ہے اور گناہ باقی رہ جاتے ہیں۔ حسد کی بیماری ظلم اور زیادتی پر آمادہ کر دیتی ہے اور آپس میں دُشمنی اور عداوت کا بیج بو دیتی ہے، اور دُشمنی دین کو اسطرح صاف کر دیتی ہے جیسے استرہ بالوں کو صاف کر دیتا ہے حاسد دوسروں کو حاصل نعمتوں سے بغض رکھتا ہے اپنی کمینگی، پس ہمتی اور تنگ ظرفی سے اولیاء اللہ کی رُسوائی اور ان کی نعمتوں کا زوال چاہتا ہے اپنے ربّ کی تقسیم پر ناراض رہتا ہے، اس کے فضل میں بخیلی کرتا ہے اللہ کے دُشمن ابلیس کی اعانت اور مدد کرتا ہے۔

حسد خود حاسد کیلئے رنج وعذاب ہے حسد سے شر اور معصیت کی تخم ریزی ہوتی ہے حسد ایمان کو کھوکھلا کر دیتا ہے۔ حاسد ہر وقت افسردہ طبیعت، پریشان خیال اور ہمیشہ رنج وغم میں مبتلا رہتا ہے قناعت اور آرام کی زندگی کو رخصت کر کے ہر وقت کی خلش، دنیوی کوفت بے چینی اور بے مقصد غم وفکر خریدتا ہے۔

جواھر القرآن

اللہ تعالیٰ کا کام کرنے کیلئے ابتداءً مجاہدہ کرنا ہوتا ہے لیکن آخر میں مشکل آسان ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ نیکوکار لوگوں کا اَجر ضائع نہیں فرماتے۔ قرآن شریف میں حضرت یوسف علیہ السّلام کا قصہ مفصّل بیان فرمایا ہے اس میں فرماتے ہیں: ''اس عجیب وغریب طور پر ہم نے یوسف کو سرزمین مصر میں غلبہ عطا کیا'' یتبوأ مِنْہا حیثُ یشآءُ'' کہ ایک وقت وہ تھا جب کہ وہ قید خانے میں تھے یا اَب ان کے دبدبہ اور شوکت کا یہ عالم ہے کہ پوری مملکت میں جہاں چاہیں گھوم پھر سکتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ''نُصیب برحمتنا مَن نشآءُ'' یعنی ہم اپنی نعمت کو اور دُنیوی عطاء کو ملک وغناء وغیرہ جسے چاہتے ہیں بخشتے ہیں۔ اور محسنین کے اَجر کو ہم ضائع نہیں کرتے بلکہ اہل ایمان واہل تقویٰ کو ان کی نیکی کا صلہ دنیا میں بھی بھرپور دیتے ہیں اور مومنین متقین کا اَجر آخرت وہ تو دُنیوی اَجر سے کہیں بہتر اور بڑھ کر ہے۔

لوگ عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ ایمان اور اطاعت کا صلہ آخرت کے ساتھ مخصوص ہے آیت اس کا رد کرتی ہے۔ چنانچہ سفیان ابن عینہؒ سے مروی ہے کہ مومن اپنے حسنات پر دُنیا وآخرت دونوں جگہ بدلہ دیا جاتا ہے البتہ فاجر اور کافر کیلئے اس کی نیکیوں کا بدلہ دنیا ہی میں ملے گا۔ ''ومالہ فی الآخرۃ من خلاق'' اور آخرت میں ان کیلئے کچھ حصہ نہ ہوگا۔ اب یہ سب باتیں بتا رہا ہوں یہ لوگ جو بیٹھے ہوئے ہیں آنکھ سے سنتے ہیں کان سے نہیں۔ اگر کان سے سنتے ہوتے تب تو مخلص ہی ہوجاتے کیوں کہ یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ دُنیوی راحت کے تحصیل کا ذریعہ بھی ایمان اور اطاعت ہے۔

اور سنئے! اسی سورۂ یوسف میں آگے جہاں رُخ انور سے نقاب اُٹھا کر حضرت یوسفؑ نے خود کو اپنے بھائیوں پر ظاہر کردیا۔ وہاں فرمایا: 'اَنا یوسف وھذا اَخی'' یعنی ہاں ہاں میں یوسف ہی ہوں اور یہ میرا حقیقی بھائی بنیامین ہے۔ ''قد منّ اللہ علینا'' اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں پر احسان فرمایا کہ ہمیں سخت آزمائش سے نجات دیدی۔ جدائی کے بعد جمع کیا ذلت کے بعد عزت دی، وحشت کے بعد اُنس نصیب فرمایا: ''بلاشبہ جو شخص معاصی سے بچتا ہے اور لوگوں کی ایذاؤں پر صبر کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے اور معاصی سے بچتا ہے اور طاعت پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نیکیوں کا اَجر ضائع نہیں فرماتے۔''

دیکھئے یہاں بھی یوسف علیہ السّلام نے اپنی ان تمام تر کامیابیوں کا سبب تقویٰ ہی کو قرار دیا۔ اسی طرح سے اللہ تعالیٰ ایک جگہ اور ارشاد فرماتے ہیں: ''اے ایمان والے بندو! اپنے ربّ کا تقویٰ اختیار کرو (اور یہ سن لو) کہ جو لوگ نیکوکار ہیں ان کیلئے اس دُنیا میں بھی حسنہ ہے۔''

حسنہ کی تفسیر علماء نے صحت اور عافیت سے فرمائی ہے، مطلب یہ ہے کہ مومنین صابرین کو ان کے عمل کا پورا پورا تو بدلہ آخرت میں ملے گا مگر اس کا کچھ نمونہ دُنیا میں عطا فرمائیں گے مثلاً صحت وعافیت وغیرہ۔

اس سے بھی معلوم ہوا کہ ابتداءً گو مجاہدہ کرنا پڑتا ہے لیکن بعد میں آسانی ہوجاتی ہے۔

ذکرِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

سوال: ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم مجھ کو ایک حسب ونسب والی خوبصورت عورت کا رشتہ ملا ہے، لیکن وہ بانجھ عورت ہے کیا میں اُس سے نکاح کرلوں؟

جواب: ''آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ایسی عورت مناسب نہیں، پھر انھوں نے دوسری بار اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے منع فرمادیا۔ اُسکے بعد تیسری مرتبہ بھی اجازت چاہی آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا اولاد کی صلاحیت رکھنے والی، شوہر سے محبت کرنے والی عورتوں سے نکاح کیا کرو، میں قیامت کے دِن اپنی اُمت کی کثرت پر فخر کروں گا''۔

تشریح: بیوی کے انتخاب میں عموماً حسب ونسب اور حُسن وجمال، مال ومتاع دیکھا جاتا ہے، حسب کا مطلب ذاتی قابلیت اور نسب کے معنی خاندانی عزت وشرافت مراد ہوتی ہے۔ بہت کم لوگ ایسے ہیں جو عورت کے اخلاق وعادت، دین ودیانت کا انتخاب کرتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنے اصحاب کو ہدایت فرمائی کہ دین پسند اور دیندار عورت کا انتخاب کیا جائے، جس سے گھریلو زندگی کامیاب اور بامراد ہوگی۔ لیکن سوال کرنے والے صاحب نے عورت کی ایک طبعی خامی کا اظہار کیا کہ وہ بانجھ عورت ہے۔ عورت کا بانجھ پن اور غیر بانجھ پن اُس کے اعضاو جوارح سے معلوم ہوتا ہے، یا پھر خاندانی روایات سے پتہ چلتا ہے، بہرحال عورت کا بانجھ ہونا، اُس کی نسوانیت کے خلاف نہیں ہے، عورت، بہرحال عورت ہے، تاہم اغراضِ نکاح میں اُس سے نقص وکمی ضرور پیدا ہوجاتی ہے۔ اولاد کے فوائد اور منافع بکثرت ہیں ان منافع میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے اپنی ایک عظیم خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ قیامت کے دِن اُمت کی کثرت پر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم فخر کریں گے۔ قیامت کے دِن ہر اُمت اپنے اپنے نبی کی قیادت میں یکجا ہوگی اسی مجموعہ کا نام ''حشر ونشر'' ہے۔ میدانِ حشر ونشر میں دُنیا کے کل مذاہب اور ادیان کی ایک سو بیس صفیں ہوں گی، جو حساب وکتاب کیلئے حضور ربّ العالمین میں پیش کی جائیں گی ان صفوں میں اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اسی صفیں ہوگی اور بقیہ چالیس صفیں دیگر انبیاء ومرسلین کی ہوں گی۔ اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس دوچند کثرت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم دیگر امتوں پر فخر کریں گے۔ قرآن حکیم نے بھی اس کثرت کی پیشن گوئی کی ہے: ''ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ'' اسی حکمت کے پیش نظر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلّم نے ایسی عورتوں سے نکاح کرنے کی ترغیب دی ہے جو کثرت سے اولاد کو جنم دیتی ہوں۔ جواب عالی میں بیوی کے اس پہلو کو ظاہر کیا گیا ہے، بانجھ پن پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا، آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اس مشورے اور خیر خواہی میں بانجھ عورت کی حق تلفی یا اس کی نظر اندازی مقصود نہیں ہے، وہ عام عورتوں کی صفوں میں برابر کی شریک ہے۔ رحمۃً للعالمین صلی اللہ علیہ وسلّم نے جہاں جانوروں تک کی خیر خواہی کی ہے، بھلا وہ اپنی اُمت کی ایک صنف کو کیونکر محروم کرسکیں گے؟

سردیوں میں کیا کھایا کریں؟

فکر صحت

سردی کا موسم آتے ہی صندوقوں میں سے سوئٹر، جرسیاں، اور گرم لحاف نکلنے شروع ہوجاتے ہیں، گرمی کے برعکس سردی کے لئے خاصا اہتمام کیا جاتا ہے، سردی کا موسم بھی بڑا عجیب ہوتا ہے، کپکپاتی ٹھنڈی راتوں میں روئی کے موٹے موٹے گدوں میں لیٹ کر جلغوزے اور مونگ پھلیاں ٹھونگنا، صبح صبح دانت کٹکٹاتے ہوئے اُٹھنا اور ہاتھ منہ دھو کر لرزتے ہاتھوں سے ناشتا کرنا وغیرہ ایسے معمولات ہیں، جو صرف سردیوں کیلئے ہی مخصوص ہیں، گرمی اور سردی کے اثرات ہمارے جسم پر بھی مرتب ہوتے ہیں، فطری ماحول دراصل دو متضاد چیزوں کے خوبصورت امتزاج اور ہم آہنگی سے وجود میں آتا ہے، یہ فطری تضاد اور اس کا بہترین امتزاج ہمارے جسم میں بھی موجود ہے، ہمارا جسم واضح طور پر دو حصوں میں منقسم ہے، ہمارے دماغ کے دو حصے ہیں، دل کے دو حصے ہیں، دو پھیپھڑے، دو گردے، دو ٹانگیں وغیرہ اسی طرح رات دِن، گرمی اور سردی بھی اسی تضاد کی مثالیں ہیں، یہ قدرت کا ایسا فارمولہ ہے جس کی مسلسل کشمکش اور ملاپ سے قدرتی ماحول میں رنگینی اور رعنائی پائی جاتی ہے۔

گرمیوں میں ہمارا نظام جسم کمزور ہوجاتا ہے، اسکی بنیادی وجہ یہ ہے کہ دورانِ خون ہمارے جسم کے بیرونی حصوں کی جانب مائل رہتا ہے، یعنی ہاتھوں پیروں کی رگوں میں خون زیادہ مقدار میں گردش کرتا ہے تاکہ پسینہ وافر مقدار میں جلد سے خارج ہوتا رہے اور جسم کا اندرونی حصہ ٹھنڈا رہے، لیکن جب سردیوں میں جسم بیرونی سرد ماحول سے خود بہ خود ٹھنڈا رہتا ہے تو ایسی صورت میں جسم کی حرارت کو زیادہ سے زیادہ مقدار میں محفوظ رکھنے کیلئے دوران خون اندرونی اعضا کا رخ کرلیتا ہے، اندرونی اعضا میں نظام ہضم بنیادی اہمیت کا حامل ہے، معدہ آنتیں، جگر وغیرہ نظام ہضم کا لازمی حصہ ہیں، اندرونی اعضا میں دوران خون زیادہ ہونے سے نظام ہضم طاقتور ہوجاتا ہے۔ ثقیل چیزیں بھی بہ خوبی ہضم ہونے لگتی ہیں، اور بدن کو طاقت اور توانائی فراہم کرنے لگتی ہیں۔

سردی نظام ہضم کی بیداری کا موسم ہے۔ اس موسم میں آپ زیادہ کام کرسکتے ہیں، کیونکہ نظام ہضم ہمیں بھرپور توانائی فراہم کرتا ہے۔ جب آپ ہمت کرکے جسم کو حرکت دیتے ہیں تو گرمی کے مقابلے میں زیادہ مستعدی سے کام کرنے کو دِل چاہتا ہے۔ اس موسم میں کی گئی ورزشوں کے اثرات سارا سال جسم کو صحت منداور توانا رکھتے ہیں اور جسم ٹھوس ہوجاتا ہے، جب کہ گرمی کے موسم میں نظام ہضم کمزور ہوجاتا ہے اور جسم ڈھیلا پڑجاتا ہے۔ جب آپ یہ جانتے ہیں کہ سردی کے موسم میں زیادہ محنت و مشقت اور دوڑ دھوپ کی جاسکتی ہے تو پھر آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کیسی غذا استعمال کی جائے جو جسم کو مسلسل توانائی فراہم کرتی رہے، سردی کے موسم میں جتنے پھل بازار میں دستیاب ہوتے ہیں وہ سب ہمارے جسم اور ماحول کی ضروریات کے مطابق ہوتے ہیں، اس موسم کی سبزیوں اور پھلوں میں گلوکوز ہی توانائی کا ایک بے حد اہم ذریعہ ہے۔ گلوکوز ہمارے جسم کیلئے وہی حیثیت رکھتا ہے جو حیثیت کار کے انجن کے لئے پیٹرول کی ہوتی ہے، جس موسم میں کمزور سے کمزور نظام ہضم والے شخص کا ہاضمہ طاقتور ہوکر ہر چیز ہضم کرنے لگتا ہے۔

موسم سرما میں سردی کی وجہ سے ایسی غذائیں استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جن سے جسم میں حرارت زیادہ مقدار میں پیدا ہو اور اسی کے ساتھ ساتھ مطلوبہ نمکیات اور حیاتین بھی حاصل ہوتے رہیں، نمکیات اور حیاتین حاصل کرنے کیلئے دالیں، سبزیاں اور گوشت، انڈا وغیرہ تو روزمرہ کی غذائیں ہیں، لیکن جسم کو اضافی حرارت اور توانائی پہنچانے کیلئے قدرت نے خاص طور پر خشک میوے بھی پیدا کیے ہیں۔ ان میووں میں ہر قسم کی غذائی افادیت موجود ہوتی ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ان میووں میں اگرچہ تیل وافر مقدار میں ہوتا ہے لیکن یہ جسم میں چربی پیدا نہیں کرتا بلکہ جسم کو ٹھوس رکھتا ہے، اس کے علاوہ ان میں ریشے دار اجزاء بھی ہوتے ہیں، جو آنتوں سے فضلہ خارج کرنے کی تحریک پیدا کرتے ہیں، اور قبض ختم کردیتے ہیں، موسم سرما کی سبزیوں میں حیاتین ھ (وٹامن اِی) کافی مقدار میں ہوتا ہے، اسی طرح میووں میں یہ حیاتین بھرپور مقدار میں ہوتا ہے، یہ حیاتین نظام تولید کی صلاحیت برقرار رکھنے کیلئے بہت ضروری ہوتا ہے۔ جن افراد کی غذا میں حیاتین ھ کی مقدار کم ہوتی ہے ان میں خون کے سرخ خلیات کی بیماری ہوتی ہے، یہ حیاتین بڑھاپے کو روکنے کے علاوہ جلد کو ملائم اور خوبصورت رکھتا ہے، اس کی بدولت اعضاء اور تناسلی غدود طاقتور رہتے ہیں، اور بانجھ پن کی شکایت نہیں ہوتی۔ اس کی کمی سے مردوں اور عورتوں میں قوت تولید کم ہوجاتی ہے۔ اس حیاتین کے قدرتی ذرائع یہ ہیں: گندم، سلاد، آلو، بند گوبھی، گاجر، بادام، اخروٹ، پستہ، تل، خوبانی، ناریل، مونگ پھلی، انڈا، مچھلی، دودھ، مکھن وغیرہ۔

مچھلی: مچھلی اگرچہ ایک حیوانی غذا ہے، لیکن حیوانی غذاؤں کے بالکل برعکس اس میں موجود تیل جسم میں چربی پیدا نہیں کرتا۔ مچھلی کا گوشت خالص پروٹین ہوتا ہے، پروٹین حاصل کرنے کیلئے مچھلی سے بہترین غذا نہیں ہوسکتی۔ مچھلی مرض دق وسل اور کھانسی ونزلے میں مفید ہے۔ خشک کھانسی کو بھی فائدہ دیتی ہے، گائے اور مرغی کے گوشت کے مقابلے میں مچھلی میں زیادہ غذائیت ہوتی ہے، مچھلی تقریباً تین چار گھنٹے میں ہضم ہوجاتی ہے کمزور بچوں کیلئے مچھلی کا استعمال بہت ضروری ہوتا ہے، سردیوں میں مچھلی ہفتے میں ایک بار ضرور کھانی چاہیے۔ (جاری)

اسلام مسئلہ نہیں، مسائل کا حل

امین الدین شجاع الدین

کچھ وقت پہلے معروف داعی ڈاکٹر ذاکر نائک نے لکھنو کے کرسچین کالج میں ایک بڑے مجمع سے خطاب کیا۔ مسلمانوں کیلئے میڈیا کی وضع کردہ گمراہ کن اصطلاح Fundamentalism کے متعلق انہوں نے کہا کہ یہ اصطلاح پروٹسنٹ تحریک کے حامیوں اور پیروکاروں کیلئے وضع کی گئی تھی، چنانچہ آکسفورڈ انگلش ڈکشنری کے قدیم ایڈیشنوں میں Fundamentalist کی تعریف ان لفظوں میں کی گئی ہے:

"A person who strictly adheres to the ancient doctrines of any religion."

یعنی ایک شخص ایسا جو کسی بھی مذہب کے قدیم (و بنیادی) اصول وعقائد پر پختگی اور شدت کے ساتھ عمل پیرا ہے لیکن اب فنڈامنٹلزم کی تعریف وکمال ہوشیاری سے اس شدت پسندی کو اسلام کے ماننے والوں کے ساتھ مخصوص کردینے کی کوشش کی گئی ہے، چنانچہ جدید آکسفورڈ انگلش ڈکشنری میں اسکی تشریح ان الفاظ کے ساتھ درج ہے:

"A Fundamentalist is a person who strictly atheres to the ancient doctrines of any religion, especially Isalm"

کسی چیز کا بے محل اور نامناسب جگہ پر ہونا یا رکھا جانا ہی ظلم کہلاتا ہے پھر تعبیریں اور اصطلاحات تو انسان کی نفسیات کی عکاس ہوا کرتیں، اسکے دل ودماغ کو متاثر کرتیں اور اسکے عمل و کردار پر اثر انداز ہوتی ہیں چنانچہ ان گمراہ کن تعبیرات واصطلاحات کی وضع کاری کو نئی تہذیب کا دجل ہی کہا جائیگا اور اسکی تشہیر کو فریب دہی کی ایک مذموم کوشش قرار دیا جائیگا۔

مسلم دُشمنی میں مسلمانوں کی شبیہ کو مسخ کرنے کیلئے انہیں Fundamentalist کا نام دینا (Misnomer) دراصل تعبیر واصطلاح کی غلط تشریح اور اسکو غلط معنی پہنانے کے مترادف ہے، نائک صاحب نے بجا طور پر کہا کہ جب تک ایک سائنسداں سائنس کے Fundamentals کو نہ جانے وہ ایک سائنسداں بننے کے مرحلے طے کرہی نہیں سکتا بالکل یہی اصول ایک مسلمان کے سلسلہ پر بھی صادق آتا ہے کہ ایک مسلمان کیلئے سچا مسلم بننے کیلئے ضروری ہے کہ وہ اسلام کے بنیادی ارکان اور اسکی بنیادی تعلیمات پر صدق دل سے عمل پیرا ہو، علاوہ ازیں اسلام کی تعلیمات میں ایک بھی اصول ایسا نہیں ہے جو انسانیت کی نفی کرتا ہو یا جس سے انسانی قدروں پر کوئی ضرب پڑتی ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ معاملہ اسکے برعکس ہے حقیقت کی سطح اور اعداد وشمار کی روشنی میں دیکھا جائے تو سسکتی انسانیت کے درد کا درماں اسلام ہی ہے، اور دُنیا آج بھی اسی در کی محتاج ہے اسکی ایک مثال غربت اور بھکمری ہے جو انسانی دُنیا کیلئے ایک بڑا مسئلہ بنی ہوئی ہے، اسلام نے زکوٰۃ کی شکل میں اسکا حل پیش کردیا ہے اور موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اگر دنیا کے ۲۵؍امیر ترین افراد اپنی دولت کا صرف ۲.۵ حصہ اس مقصد کیلئے وقف کردیں تو دنیا غربت سے نجات حاصل کرسکتی ہے، اسی طرح تعزیرات اسلامی پر اشکالات کئے جاتے ہیں، اور اسلامی سزاؤں پر واویلا مچایا جاتا ہے، لیکن انسان کے بنائے ہوئے مروجہ قوانین کے باوجود جرم کو جرم سمجھنے کی ذہنیت اور قانون کے شکنجہ سے بچ نکلنے کے مزاج کی بدولت جرائم کے گراف میں اضافہ کا عالم یہ ہے کہ امریکہ ویورپین ممالک میں ٦٩٩١ء کے ایک دن میں پیش آنے والے بدکاری کے واقعات کی تعداد ۲۷۰۳۲ ریکارڈ کی گئی ہے۔ یہ چند ایک مثالیں ہیں جو بتاتی ہیں کہ اسلام مسئلہ نہیں بلکہ مسائل کا حل ہے اور کیوں نہ ہو کہ اس دنیا کے بنانیوالے مالک کا صاف لفظوں میں اعلان ہے کہ: ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامَ﴾ اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ مشنری مذاہب کی ہزار کوششوں کے باوجود اسلام کی حقانیت اپنا لوہا منوا رہی ہے اور نتیجہ میں حلقہ بگوشانِ اسلام کی شرح دوسروں سے کہیں زیادہ ہے۔ رہی اسلام دُشمنی پر مبنی کوششیں اور ان کا دجل وفریب تو بقول شاعر ؎

اُلٹی پڑ گئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC
ایک بار آزمایئے، بار بار تشریف لایئے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact No's: 9419040053

SIR
COMPUTERS
DANGERPORA
ISLAMABAD
Cell No's: 9419412525

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

عام موزوں پر مسح جائز نہیں - 1

☆☆☆

حضرت مفتی مظفر حسین صاحب قاسمی۔مدظلہ العالی

سوال: آج کل عام طور پر شہروں میں زیادہ تر جبکہ دیہات کی طرف بھی بہت ہی یہ رواج بڑھ چکا ہے کہ عام سوتی یا نیلان موزوں پر مسح کر کے نماز ادا کی جاتی ہے۔کہا جاتا ہے کہ حدیث میں خفّین پر مسح کا حکم آیا ہے؟

نذیر احمد بٹ۔کھرم بجبہاڑہ

جواب: وباللہ التوفیق۔چمڑے کے وہ موزے جس میں پاؤں ٹخنوں تک چھپے رہیں یا وہ اونی یا سوتی جرابیں جن پر چمڑا لگایا گیا ہو یا وہ جرابیں جو چمڑے کی طرح سخت اور موٹے کپڑے کی ہوں اور ان میں خفّین کی تمام شرطیں موجود ہوں ان پر تمام علماء اسلام کے نزدیک مسح کرنا جائز ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے: ''حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے خفین پر مسح فرمایا۔'' (بخاری شریف جلد ۱/۳۳) ''حضرت عروہ بن مغیرہ ؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو وضو کرایا آپ نے وضو کے دوران خفّین پر مسح کیا تو میں نے عرض کیا (آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے پیر نہیں دھوئے) تو آپ نے فرمایا میں نے یہ موزے باوضو حالت میں پہنے تھے (اسلئے اب ان پر مسح کیا)۔'' (مسلم شریف جلد ۱/۱۳۴)

خفین پر مسح کرنا احادیث متواترہ سے ثابت ہے، حضرت حسن بصری ؒ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں نے ان ستّر صحابہ کرام ؓ کو خفّین پر مسح کے جواز کا قائل پایا جو جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ (بدائع الصنائع جلد ۱/۷)

اسی وجہ سے امام ابو یوسف ؒ فرماتے ہیں کہ ان متواتر احادیث سے ظاہر قرآن کا نسخ جائز ہے۔ (البحر الرائق جلد ۱ صفحہ ۱۶۵)

روافض کے علاوہ خفین پر مسح کا کسی نے انکار نہیں کیا اور تمام صحابہ ؓ کا اس پر اجماع واتفاق ہے کہ خفین پر مسح کرنا جائز ہے۔ ''وَکَذَا الصَّحَابَةُ اَجۡمَعُوۡا عَلٰی جَوَازِ الۡمَسۡحِ قَوۡلاً وَفِعۡلاً'' (بدائع الصنائع جلد ۱/۷)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اہل سنت والجماعت سے ہونے کی بہت شرطیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خفین پر مسح کو جائز جانے۔ ''وَلِهٰذَا رَاٰهُ اَبوحنيفة من شرائط السُّنّة والجماعة فَقَال فِيۡهَا......وَانۡ نَرٰی الۡمَسۡحَ عَلَی الۡخُفَّيۡن'' (بدائع الصنائع جلد ۱/۷)

امام اعظم ابوحنیفہ ؒ سے منقول ہے کہ میں مسح علی الخفین کا اس وقت قائل ہوگیا جب میرے پاس دلائل روشن دن کی مانند واضح ہوگئے۔یعنی حکم قرآن تو پیروں کے دھونے کا ہے جب متواتر احادیث سے خفین پر مسح کرنا میرے سامنے واضح ہوگیا تب میں خفین پر مسح کا قائل ہوا، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر متواتر احادیث نہ ہوتی تو ظاہر قرآن کو نہیں چھوڑا جاسکتا تھا۔ ''رُوِیَ عَنۡهُ اَنَّهٗ قَالَ مَا قُلۡتُ بِالۡمَسۡحِ حَتّٰی جَاءَنِیۡ فِيۡهِ مِثۡلُ ضَوۡءِ النَّهَارِ'' (بدائع الصنائع جلد ۱/۷)

غرض خفین کے بارے میں احادیث متواتر ہیں ''وقد صرّح جمع من الحفّاظ بِاَنَّ الۡمَسۡحَ عَلَی الۡخُفَّيۡن متواترٌ'' اور خفین پر مسح کرنا ایسی سنت ہے جس کا انکار کوئی مبتدع ہی کرسکتا ہے، سلف سے خلف تک تمام علماء کا یہی مسلک ہے اور خوارج اور فرقہ امامیہ شیعہ کے علاوہ کسی نے اس کا انکار نہیں کیا ہے۔ (معارف السنن جلد ۱/۳۲۱)

ابوالحسن الکرخی ؒ فرماتے ہیں جو شخص خفین پر مسح کے جواز کا قائل نہ ہو مجھے ان پر کفر کا اندیشہ ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲/۷۷)

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خفّین پر مسح کرنا ضروری یا فرض ہے بلکہ اس میں ایک مسلمان کو اختیار ہے اگر چاہے تو مسح کرے اور اگر چاہے تو پیروں کو دھوئے۔ ''وَاِنَّمَا لَمۡ يَجۡعَلۡهُ وَاجِباً لِاَنَّ الۡعَبۡدَ مُخَيَّرٌ بَيۡنَ فعله وتركه'' (البحر الرائق جلد ۱/۱۶۵)

خُفّ کسے کہتے ہیں؟ اب مسئلہ یہ ہے کہ خُفّ یا خُفَّین کسے کہتے ہیں، جن پر مسح کرنا جائز ہے، بعض لوگ خفّ کا ترجمہ موزہ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر قسم کے موزے پر مسح کرنا جائز ہے، چاہے سوتی کے ہوں چاہے نائیلان وغیرہ کے ہوں، موٹے ہوں یا باریک ہوں، حالانکہ یہ بالکل شریعت کے حکم کے خلاف ہے۔

عربی لغت میں خف کا ترجمہ چمڑے کے موزے سے کرتے ہیں۔مصباح اللغات میں ہے: ''الخُفّ چرمی موزہ۔ (مصباح اللغات صفحہ ۲۱۰) گویا عربی لغت میں خف ہر قسم کے موزوں کو نہیں کہتے ہیں بلکہ صرف چمڑے کے موزوں کو خُفّ کہتے ہیں اور جن لوگوں کو خف کا ترجمہ ''مطلق موزہ'' کرنے سے غلط فہمی ہوئی ہے، شاید انہی لوگوں کی غلط فہمی کو دُور کرنے کیلئے خاتم المحدثین علّامہ انور شاہ کشمیری ؒ نے فرمایا لَيۡسَتۡ تَرۡجَمَتُهٗ مَوۡزَه یعنی خف کا ترجمہ موزہ کرنا صحیح نہیں ہے۔ (فیض الباری جلد ۱/۳۰۲)

حضورؐ کے خُفَّین کس چیز کے تھے؟

اَب ہم یہ دیکھیں گے کہ جو خفّین یا موزے حضورؐ یا صحابہ ؓ پہنتے تھے وہ اونی تھے یا سوتی تھے یا چمڑے ہی کے تھے تاکہ کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ ''مغیرہ بن شعبہ ؓ فرماتے ہیں کہ دحی کلبی نے دو موزے حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کو ہدیۃً بھیجے تھے ایک اور حدیث میں موزوں کے ساتھ جبّہ کے پیش کرنے کا بھی ذکر ہے، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان کو پہنا یہاں تک کہ وہ پھٹ گئیں حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ بھی تحقیق نہیں فرمائی کہ وہ موزے مذبوح جانور کے چمڑے کے تھے یا غیر مذبوح جانور کے چمڑے کے تھے''۔ (شمائل ترمذی) اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جو خفّین پہنے تھے وہ چمڑے کے تھے اور اس میں یہ بھی آیا ہے کہ اتنا زیادہ آپ نے ان کو استعمال کیا کہ وہ پھٹ گئے۔

ابو ہریرہ ؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک شخص (راستے میں) جارہا تھا اور اس کو سخت پیاس لگ گئی اس نے ایک کنواں دیکھا اور اس میں اتر کر پانی پیا پھر باہر نکلا دیکھا، تو ایک کتّا ہانپ رہا ہے پیاس کے مارے کیچڑ چاٹ رہا ہے اس نے اپنے دل میں سوچا آخر اس کو بھی پیاس کی وجہ سے وہی تکلیف ہو رہی ہے جو تکلیف مجھے ہو رہی تھی اس نے کنویں میں اتر کر اپنا خُفّ پانی سے بھر اپس کتے کو پانی پلایا، اللہ تعالیٰ نے اس کے اس کام کی قدر کی اور اس کو بخش دیا، یہ سن کر صحابہ ؓ نے عرض کیا، کیا جانوروں کو پانی پلانے میں بھی ہم کو ثواب ملے گا، آپ نے فرمایا کیوں نہیں، ہر تازہ جگر والے میں ثواب ہے۔ (بخاری شریف جلد ۱/۳۱۸، ۳۳۳)

بخاری شریف کی اس حدیث سے کہ اس شخص نے کتّے کو پانی پلانے کیلئے اپنے پیروں سے موزہ نکالا اور اس میں پانی بھر کر کتّے کو پلایا، کیوں کہ کوئی دوسرا برتن پانی نکالنے کیلئے موجود نہیں تھا، یہ ثابت ہوتا ہے کہ موزہ چمڑے ہی کا تھا اور ایسا مضبوط تھا کہ اس میں پانی نہیں چھنتا تھا۔ان دو حدیثوں سے مجموعی طور پر یہ واضح ہوگیا کہ خُفّ ہر موزہ کو نہیں کہتے ہیں بلکہ خاص قسم یعنی چمڑے کے موزہ کو عربی میں خفّ کہتے ہیں۔

لغت اور احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے علماءِ کرام خف کی تعریف یہ کرتے ہیں: ''الخُفّ فِي الشَّرۡعِ اِسۡمٌ لِلۡمُتَّخَذِ مِنَ الۡجِلۡدِ اَو نحوه السَّاتر لِلۡكَعۡبَيۡنِ فَصَاعِداً وما اُلحق به'' (البحر ائق جلد ۱/۱۶۴) یعنی شریعت میں خف اس چمڑے کے موزے کو کہتے ہیں جو پیروں کو ٹخنوں یا اوپر تک چھپائے اور جو اس جیسا ہو۔علّامہ محمد یوسف بنوری ؒ فرماتے ہیں کہ ''الخف في الشرع اسم للمتخذ من الجلد او نحوه الساتر للكعبين متصلاً بالقدم من غير ان يشف'' (معارف السنن جلد ۱/۳۲۳)

شریعت میں خف اس موزے کو کہتے ہیں جو چمڑے یا چمڑے جیسی چیز سے بنایا گیا ہو جو ٹخنوں تک پیروں کو چھپائے قدم سے ملا ہوا ہو اور اس میں اندر کی کھال نظر نہ آئے، یہی وہ موزہ ہے جس پر شریعت نے مسح کرنے کی اجازت دے دی ہے اور جو ایسا نہ ہو اس پر مسح کرنے کی شرعاً بالکل اجازت نہیں ہے۔لیکن جو موزہ خف جیسا ہو اور اس میں خف کے تمام اوصاف پائے جائیں اگرچہ وہ چمڑے کا نہ ہو، اس پر بھی مسح کرنا جائز ہے اور جس موزہ میں خف کے تمام اوصاف نہ پائے جائیں اس پر مسح جائز نہیں ہے اس کو علمی اصطلاح میں تنقیح مناط کہتے ہیں۔

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ ثابت ہوا کہ مسح کی اجازت صرف خفین ہی پر ہے لیکن تنقیح المناط کے اصول کے مطابق جن دوسرے موزوں میں وہ شرطیں پائی جائیں جو خفین میں مسح کی علت بن گئی تھیں تو ان موزوں پر مسح جائز ہے۔

اَب خفین کے علاوہ کتنے قسم کے موزے ہیں جن کا حکم دریافت کرنا ہے۔عام طور پر ان کی چھ قسمیں ہوتی ہیں۔ (۱) ثخین مجلّد (۲) ثخین منعل (۳) ثخین سادہ (۴) رقیق مجلد (۵) رقیق منعل (۶) رقیق سادہ۔کیونکہ کپڑے کے اعتبار سے جرابوں کی خواہ اونی ہوں یا سوتی دو قسمیں ہیں: (۱) ثخین (۲) رقیق۔

ثخین فقہاء کے نزدیک وہ جراب ہے جس کا کپڑا اس قدر دبیز موٹا اور مضبوط ہو کہ اس میں تین میل بارہ ہزار قدم بغیر جوتے کے سفر کرسکیں اور وہ نہ پھٹے اور وہ پنڈلی پر بغیر گیٹس (Gets) وغیرہ باندھے ہوئے قائم رہ سکیں بشرطیکہ یہ قائم رہنا کپڑے کی تنگی اور چستی کی وجہ سے نہ ہو، بلکہ اس کی ضخامت اور جرم کے موٹا ہونے کی وجہ سے ہو۔ (۳) اور وہ پانی کو جلدی سے جذب نہ کرے اور پانی اس میں نہ چھنے۔

رقیق: اگر ان تین شرطوں میں کوئی شرط نہ پائی جائے تو رقیق ہے۔پھر بعض لوگ کپڑے کی جرابوں پر چمڑے بھی لگاتے ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں:

(۱) مجلّد: وہ جراب جس کے اوپر نیچے کعبین تک چمڑا چڑھا دیا جائے۔

(۲) منعل: جس کے صرف تلے پر چمڑا چڑھا دیا جاتا ہے۔

(۳) سادہ: وہ کپڑے کی جراب جس کے نہ اوپر چمڑا ہو نہ نیچے ہو۔

گویا اب ثخین اور رقیق میں سے ہر ایک کی تین تین قسمیں ہوئیں:۔

(۱) ثخین مجلّد: جس میں اوپر والی ثخین کی تین شرطیں ہوں اور اوپر نیچے کعبین تک چمڑا چڑھا ہوا ہو۔

(۲) ثخین منعل: جس میں اوپر والی ثخین کی تین شرطیں ہوں اور صرف نیچے چمڑا چڑھا ہوا ہو۔

(۳) ثخین سادہ: جس میں اوپر والی ثخین کی تین شرطیں ہوں لیکن اس کے اوپر نیچے چمڑا نہ ہو۔

(۴) رقیق مجلّد: جس میں اوپر والی ثخین کی تین شرطیں نہ ہوں، لیکن اسکے اوپر نیچے کعبین تک چمڑا چڑھا ہوا ہو۔

(باقی آئندہ شمارے میں)

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین و مراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

اللہ کا خوف......واقعات کی روشنی میں

جنت کی ضمانت: ''جناب رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ ''جو مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(یہ اعلان آج بھی ہے اور قیامت تک رہے گا)۔

ایک ڈاکٹر کا بیان ہے کہ ایک رات میں نے ایک سنسنی خواب دیکھا خواب ہی خواب میں، میں ایک قبر کے اندر داخل ہوا، اس میں مجھے تڑپتا لاشہ نظر آیا، چیخنے کے انداز میں منہ کھولنے کے باوجود اس کے منہ سے آواز نہیں نکلتی تھی، کافی دیر کے بعد وہ ساکن ہو گیا اتنے میں ایک شخص نے چابک نما چمک دار سلاخ اس مردے کے عضو تناسل کے سوراخ میں داخل کر دی اس کی اذیت سے وہ لاشہ ایک بار پھر پہلے کی طرح تڑپنے لگا، مردے کی اس اذیت ناک حالت پر مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے اس شخص سے پوچھا اس میت کو یہ دردناک عذاب کیوں دیا جا رہا ہے؟ اس نے بتایا یہ مردہ اپنی دنیوی زندگی میں زنا کار تھا، اب جب سے مرا ہے اسے یہی عذاب دیا جا رہا ہے مجھے اس مردے کی حالت پر بہت رحم آ رہا تھا اتنے میں کسی نے مجھے پکڑ کر زمین پر لٹا دیا اور ویسی ہی سلاخ میری پیشاب گاہ کے سوراخ میں بھی داخل کر دی۔ میں شدید تکلیف کی وجہ سے ماہی بے آب کی طرح تڑپنے لگا کافی دیر کے بعد میری آنکھ کھلی تو میں سخت تکلیف میں تھا، میرا بستر گیلا تھا، مجھے محسوس ہوا کہ میرا پیشاب نکل گیا ہے مگر دیکھا تو بستر تکیہ تک پانی میں تربتر تھا، میں نے جب اُٹھ کر پیشاب کیا تو خون کی طرح سرخ تھا اور یہ خون والا پیشاب چھ ماہ تک جاری رہا اور اس دوران میں بہت کمزور ہو گیا ہر قسم کے لیبارٹری ٹیسٹ گردے مثانے کے ایکسرے وغیرہ کروائے گئے ڈاکٹروں سے مشورہ کیا مگر نہ بیماری کی کوئی وجہ سامنے آئی نہ ہی مرض میں کمی ہوئی۔اس دوران میں نے ملازمت سے لمبی چھٹی کر لی، جب ہر طرح کی دوا ناکام ہو گئی تو پھر میں دُعا واستغفار کی طرف رجوع کیا اور پھر اللہ نے مجھے اس مصیبت سے نجات بخشی۔ مجھے آج بھی وہ تڑپتا لاشہ جب یاد آتا ہے تو خوف کے مارے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

یک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے بصرہ میں ایک شخص سے ملاقات کی جنہیں لوگ مشکی کہتے تھے، کیوں کہ ان سے اکثر مشک کی خوشبو آتی تھی، جب وہ جامع مسجد میں داخل ہوتے تھے تو لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ وہ شخص آئے ہیں، کیونکہ مشک کی خوشبو پھیل جاتی تھی، اسی طرح جب وہ بازار میں گزرتے تھے تو بھی یہی کیفیت ہوتی تھی۔ میں اُن سے ملنے گیا اور اُن کے پاس رات کو رہا میں نے اُن سے کہا بھائی جان تمہیں خوشبو خریدنے کیلئے بہت سے دام کی ضرورت ہوتی ہوگی؟ اس نے کہا بھائی میں نے کبھی خوشبو نہیں خریدی نہ کبھی خوشبو لگائی۔اس نے کہا کہ میں تم سے اپنا قصہ بیان کرتا ہوں، شاید میرے مرنے کے بعد تم میرے لئے دُعا کرو۔

میری ولادت بغداد میں ہوئی، میرے والد امیر آدمی تھے، اور جس طرح اُمراء اپنی اولاد کو تعلیم دیتے ہیں اسی طرح مجھے بھی تعلیم دیتے تھے اور میں بہت خوبصورت اور بہت حیادار تھا۔ میرے باپ سے لوگوں نے کہا اسے بازار میں بٹھاؤ تا کہ اس کی دل بستگی ہو اور اس کی طبیعت کھلے۔ چنانچہ مجھے ایک کپڑا فروش کی دُکان پر بٹھایا میں صبح وشام اس کی دُکان پر جا بیٹھا۔

ایک دِن ایک بڑھیا نے اس کپڑا فروش سے بھاری کپڑے مانگے اس نے ویسے ہی کپڑے نکال کر دکھائے، اس نے کہا میرے ساتھ ایک آدمی روانہ کر دو تا کہ جس کی ہمیں ضرورت ہو اسے لے کر باقی کپڑا اور اس کی قیمت اس شخص کے ساتھ روانہ کر دیں، مجھ سے کہا اس کے ہمراہ جا کر کپڑے اسکے مالک کے گھر رکھ آؤ میں نے کہا اچھا۔ میں اس کے ساتھ چلا وہ مجھے ایک عظیم الشان محل میں لے گئی اس کے اندر ایک قبہ تھا اور اس کے دروازہ پر پاسبان تھے اور دروازے پر پردہ پڑا ہوا تھا، اس بڑھیا نے مجھ سے کہا قبہ میں چل کر بیٹھا رہ۔ میں اس میں گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک لڑکی وہاں تخت پر منقش فرش بچھائے بیٹھی ہے اور تخت اور فرش سب زریں اور ایسا عمدہ ہے کہ ویسا میں نے کبھی نہیں دیکھا اور وہ لڑکی ہر قسم کے زیور پہنے بیٹھی ہے، مجھے دیکھ کر وہ تخت سے اُتر کر میرے پاس آئی اور میرے سینہ پر ہاتھ مار کر مجھے اپنی طرف کھینچا۔

میں نے کہا: اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو۔اُس نے کہا: کچھ خوف نہ کر جو کچھ تجھے درکار ہو سب میں دوں گی۔ میں نے کہا: مجھے استنجے کی ضرورت ہے۔اس نے آواز دی تو چاروں طرف سے لونڈیاں دوڑیں، اس نے کہا: اپنے آقا کو بیت الخلاء میں لے جاؤ۔ جب میں وہاں گیا تو نکلنے کو کوئی راستہ نہ پایا جہاں سے بھاگ نکلتا۔ میں پاجامہ کھول کر اپنے ہاتھ میں پاخانہ کیا اور اپنے ہاتھ اور منہ پر ملا، اور اپنی آنکھیں نکالیں، ایک لونڈی جو رومال اور پانی لے کر اندر آئی اس پر چلّا کر دیوانوں کی طرح دوڑا، وہ ڈر کر بھاگی اور کہنے لگی: یہ لڑکا دیوانہ ہے، پھر ساری لونڈیاں جمع ہو کر آئیں اور مجھے ٹاٹ میں لپیٹا اور ایک باغ میں لے جا کر پھینک دیا۔ جب میں نے جان لیا کہ وہ چلی گئی ہیں، تو میں نے اُٹھ کر اپنے کپڑے، منہ اور تمام بدن کو دھویا اور اپنے گھر گیا اور کسی کو یہ قصہ نہ سنایا۔

علّامہ جلال الدین سیوطی۔ رحمۃ اللہ علیہ

اس رات میں خواب میں دیکھا ایک شخص مجھ سے کہہ رہا ہے کہ: ''کیا تیرا فعل یوسف علیہ السّلام کے فعل جیسا؟ کیا تو مجھے جانتا ہے؟ میں نے کہا: نہیں!

کہا: میں جبرئیل ہوں۔ پھر اپنا ہاتھ میرے منہ اور بدن پر پھیرا اسی وقت سے میرے بدن میں مشک کی خوشبو آنے لگی ہے جو کپڑوں کو بسا دیتی ہے یہ خوشبو جبرائیل علیہ السّلام کے ہاتھ کی ہے۔

حضرت وہب ابن منبہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ بن اسرائیل میں ایک عابد تھا کہ اس کے زمانہ میں کوئی عابد اس کے مقابل نہ تھا، اس کے زمانہ میں تین بھائی تھے۔ جن کی ایک بہن تھی جو باکرہ تھی۔ اس کے سوائے وہ اور بہن نہ رکھتے تھے، اتفاقاً تینوں بھائیوں کو کہیں لڑائی پر جانا پڑا۔ ان کو کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا، جس کے پاس اپنی بہن کو چھوڑ جائیں، اور اس پر بھروسہ کریں لہٰذا سب نے اس رائے پر اتفاق کیا کہ اس کو اس عابد کے سپرد کر جائیں۔ وہ عابد ان کے خیال کے مطابق تمام بنی اسرائیل میں ثقہ اور پرہیزگار تھا۔ چنانچہ اس کے پاس آئے اور اپنی بہن کو حوالہ کرنے کی درخواست کی کہ جب تک ہم لڑائی سے واپس آئیں، ہماری بہن آپ کے سایہ عاطفت میں رہے۔ عابد نے انکار کیا اور اُن سے اور اُن کی بہن سے خدا کی پناہ مانگی۔ وہ نہ مانے اور اصرار کرتے رہے کہ اُن کی بہن کو اپنی نگرانی میں رکھنا منظور کر لیں۔ حتی کہ عابد نے ان کی درخواست منظور کر لی اور کہا: ''اپنی بہن کو میرے عبادت خانے کے سامنے کسی گھر میں چھوڑ جاؤ''۔

انہوں نے ایک مکان میں اس کو لا اُتارا اور چلے گئے۔ وہ لڑکی عابد کے قریب ایک مدت تک رہتی رہی۔ عابد اس کیلئے کھانا لے کر جاتا تھا اور اپنے عبادت خانہ کا دروازے پر رکھ کر کوڑ بند کر لیتا تھا اور واپس اندر چلا جاتا تھا وہ لڑکی کو آواز دیتا تھا اور اپنے گھر سے آ کر لے جاتی تھی۔ راوی کہتا ہے کہ پھر شیطان نے عابد کو کہا اور اس کو خیر کی ترغیب دیتا رہا اور لڑکی کا دِن میں عبادت خانہ تک آنا اس پر گراں ظاہر کرتا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لڑکی دِن میں کھانا لینے کیلئے گھر سے نکلے اور کوئی شخص اس کو دیکھ کر اس کی عصمت میں رخنہ انداز ہو۔ بہتر یہ ہے کہ اس کا کھانا لے کر اس کے دروازے پر رکھ آیا کرے اس میں اجر عظیم ملے گا۔

غرض یہ کہ عابد کھانا لے کر اس کے گھر جانے لگا۔ بعد ایک مدت کے پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس کو ترغیب دی اور اس بات پر اُبھارا کہ اگر تو اس لڑکی سے بات چیت کیا کرے تو تیرے کلام سے یہ مانوس ہو کیوں کہ اس کو تنہائی سے سخت وحشت ہوتی ہے۔ شیطان نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا حتی کہ وہ عابد اس لڑکی سے بات چیت کرنے لگا اور اپنے عبادت خانہ سے اتر کر اس کے پاس آنے لگا۔

پھر شیطان اس کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ تو عبادت خانہ کے در پر اور وہ اپنے گھر کے دروازے پر بیٹھے اور دونوں باہم باتیں کرو تا کہ اس کو اُنس ہو آخر کار اس کو شیطان نے صومعہ سے اتار کر دروازے پر لا بٹھایا۔ لڑکی بھی گھر کے دروازے پر آئی۔ عابد باتیں کرنے لگا ایک زمانہ تک یہ حال رہا۔ شیطان نے عابد کو پھر کارِ خیر کی رغبت دی اور کہا بہتر ہے کہ تو لڑکی کے گھر کے قریب جا کر بیٹھے اور ہم کلامی کرے۔ اس میں زیادہ دلداری ہے۔ عابد نے ایسا ہی کیا۔ شیطان نے پھر تحصیل ثواب کی رغبت دی اور کہا کہ اگر تو لڑکی کے دروازے سے قریب ہو جائے تو بہتر ہے تا کہ اس کو دروازے تک آنے کی بھی تکلیف نہ اُٹھانی پڑے، عابد نے یہی کیا کہ اپنے صومعہ سے لڑکی کے دروازے پر آ کر بٹھایا اور باتیں کرتا تھا۔

ایک عرصہ تک یہی کیفیت رہی۔ شیطان نے پھر عابد کو اُبھارا کہ اگر عین گھر کے اندر جا کر باتیں کیا کرے تو بہتر ہے تا کہ لڑکی باہر نہ آوے اور کوئی اس کا چہرہ نہ دیکھ پائے۔ غرض عابد نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ لڑکی کے گھر کے اندر جا کر دِن بھر اس سے باتیں کیا کرتا اور رات کو اپنے صومعہ میں چلا آتا۔ اس کے بعد پھر شیطان اس کے پاس آیا اور لڑکی کی خوبصورتی اس پر ظاہر کرتا رہا۔ یہاں تک کہ عابد نے لڑکی کے زانوں پر ہاتھ مارا اور اس کے رخسار کا بوسہ لیا۔

پھر روز بروز شیطان لڑکی کو اس کو نظروں میں آرائش دیتا رہا اور اسکے دِل پر غلبہ کرتا رہا۔ حتی کہ وہ اس سے ملوث ہوتا گیا اور لڑکی نے حاملہ ہو کر ایک لڑکا جنا۔ پھر شیطان عابد کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اب یہ بتاؤ کہ اگر اس لڑکی کے بھائی آ گئے اور اس بچہ کو دیکھا تو تم کیا کرو گے؟ میں ڈرتا ہوں کہ تم ذلیل ہو جاؤ یا وہ تمہیں رُسوا کریں۔ تم اس بچہ کو لو اور زمین میں گاڑ دو۔ یہ لڑکی ضرور اس معاملہ کو اپنے بھائیوں سے چھپائے گی۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ جان نہ لیں کہ تم نے اس کے ساتھ کیا حرکت کی۔ عابد نے ایسا ہی کیا اور لڑکے کو زمین میں گاڑ دیا۔

پھر شیطان نے اس سے کہا کہ کیا تم یقین کرتے ہو کہ یہ لڑکی تمہاری اس ناشائشتہ حرکت کو اپنے بھائیوں سے پوشیدہ رکھے گی۔ ہرگز نہیں! تم اسے بھی پکڑو اور ذبح کر کے بچے کے ساتھ ہی دفن کر دو۔ غرض اس عابد نے لڑکی کو ذبح کیا اور بچے سمیت گڑھے میں ڈال کر اس پر ایک بڑا بھاری پتھر رکھ دیا اور زمین کو برابر کر کے اپنے عبادت خانہ میں جا کر عبادت کرنے لگا۔

ایک مدت گزرنے کے بعد لڑکی کے بھائی لڑائی سے واپس آئے اور عابد کے پاس جا کر اپنی بہن کا حال پوچھا، عابد نے ان کو اس کے مرنے کی خبر دی اور افسوس ظاہر کر کے رونے لگا۔ اور کہنے لگا وہ بڑی نیک بی بی تھی۔ دیکھو اس کی قبر یہ ہے۔ بھائی قبر پر آئے اور اس کیلئے دُعائے خیر کی اور روئے اور چند روز اس کی قبر پر رہ کر اپنے لوگوں میں آ گئے۔ راوی نے کہا ہے کہ جب رات ہوئی اور وہ اپنے اپنے بستروں پر سوئے تو شیطان ان کو خواب میں ایک مسافر آدمی کی صورت بن کر نظر آیا۔ پہلے بڑے بھائی کے پاس گیا اور اس سے بہن کا حال پوچھا۔ اس نے عابد کا اس کے مرنے کی خبر دینا اور اس پر افسوس ظاہر کرنا اور مقام قبر دکھا۔ بیان کیا۔ شیطان نے کہا سب جھوٹ ہے۔ تم نے کیوں اپنی بہن کا معاملہ سچ مان لیا۔ عابد نے تمہاری بہن سے فعل بد کیا۔ وہ حاملہ ہو گئی اور ایک بچہ جنا۔ عابد نے تمہارے ڈر کے مارے اس بچے کو اس کی ماں سمیت ذبح کیا اور ایک گڑھا کھود کر دونوں کو ڈال دیا۔ جس گھر میں وہ تھی اس کے اندر داخل ہونے میں وہ گڑھا داہنی جانب پڑتا ہے۔ تم چلو اور اس گھر میں جا کر دیکھو۔ تم کو وہاں دونوں ماں بیٹا ایک جگہ ملیں گے جیسا کہ میں تم سے بیان کرتا ہوں۔

پھر شیطان منجھلے بھائی کے خواب میں آیا اور اس سے بھی ایسا ہی کہا پھر چھوٹے کے پاس آ گیا اس سے بھی یہی گفتگو کی۔ جب صبح ہوئی تو سب لوگ بیدار ہوئے اور یہ تینوں اپنے اپنے خواب میں تعجب میں تھے۔ ہر ایک آپس میں ایک دوسرے سے بیان کرنے لگا// بقیہ صفحہ 7 پر......

www.khanqah.in

www.khanqah.in

بقیہ: صفحہ آخر سے آگے......

دُنیا کی نجات وفلاح کیلئے اپنی ذمہ داری کا خیال بھی نہیں رہا، موجودہ عالمی سطح کے طاقتور ٹولوں نے بین الاقوامی کمپنیوں کی اجارہ داری اور ذرائع میڈیا کے توسط سے ایسی عالمی فضا بنائی ہے اور ایسی ذہن سازی کی ہے کہ ہم اپنی حریت فکر ونظر سے نا آشنا ہو گئے ہیں، اور وہی کچھ دیکھتے وہی کچھ سنتے اور اسی انداز سے سوچتے ہیں جو خدا بیزار تہذیبوں کے نمائندے دکھانا، سنوانا اور کہلوانا چاہتے ہیں۔ آسائشوں میں ڈوبی ہوئی ہے، تو یہ دیکھ کر ہمارے منہ میں بھی پانی آنے لگتا ہے اور ہم دُنیا ہی میں جناتٍ تجری من تحتھا الانھار کا لطف لینے کیلئے تکاثر فی الاموال کی ریس میں لگ جاتے ہیں۔

ہم دیکھتے ہیں کہ دُنیا لسانی، مذہبی، جغرافیائی اور ملکی اور تہذیبی خانوں میں بٹ کر شاہراہ ترقی پر گامزن ہے تو ہم بھی ایک قوم کا تصور لے کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

آج تعلیم کے حوالے سے مسلمانوں میں عمومی بیداری پائی جاتی ہے مگر اپنی قوم کو تعلیم یافتہ بنانے کے پیچھے بھی غلامانہ سوچ کارفرما ہے، کہ تعلیم سو فیصد عام ہو جائے گی تو موجودہ ذلت کا بالکلیہ خاتمہ ہو جائے گا، یہ خام خیالی ہے، موجودہ طرز تعلیم جس قدر مسلمانوں میں فروغ پاتا جائے گا ان کی ذہنی وفکری غلامی پختہ تر ہوتی جائے گی، ضرورت یہ ہے کہ دُنیا کے موجودہ عالمی نظام جو فساد فی الارض کا شاخسانہ ہے اور جو فتنوں کا سرچشمہ ہے کے مقابلہ میں اسلام کو اس کے متبادل کے طور پر سامنے لایا جائے، اسلام کے کردار کا تعارف کرایا جائے، تعارف بذریعہ لٹریچر زیادہ موثر نہیں ہوتا، تعارف بذریعہ عمل اپنے اندر کشش رکھتا ہے۔

اس مقصد کیلئے یعنی اسلام کو رویہ زندگی بنانے کیلئے دینی ودُنیاوی دونوں طرح کی تعلیم کا جس قدر بندوبست کیا جائے ایک مبارک اور عظیم کوشش ہوگی، مسلمانوں کے مفاد سے صرف نظر نہیں کیا جا سکتا ہے مگر حضرات انبیاء کرامؑ کے خانوادے سے تعلق رکھنے والے اطاعت گزار مومنوں سے اس تنگ نظری کی توقع نہیں کی جا سکتی کہ جو اُمت فلاح انسانیت کیلئے برپا کی گئی ہو وہ ''مسلمانوں کے مفاد'' کے تنگ نظریہ کو اپنا کر اسلام کے مفاد سے گریز کرے گی۔☆

بقیہ: صفحہ 6 سے آگے......

کہ میں رات عجیب خواب دیکھا۔ سب نے باہم جو کچھ دیکھا تھا بیان کیا۔ بڑے بھائی نے کہا یہ خواب فقط ایک خیال ہے اور کچھ نہیں۔ یہ ذکر چھوڑ دو اور اپنا کام کرو۔ چھوٹا کہنے لگا کہ میں تو جب تک اس مقام کو دیکھ نہ لوں گا باز نہ آؤں گا۔

تینوں بھائی چلے جس گھر میں ان کی بہن رہتی تھی، آئے۔ دروازہ کھولا اور جو جگہ خواب میں ان کو بتائی گئی تھی تلاش کی۔ اور جیسا اُن سے کہا گیا تھا اپنی بہن اور اسکے بچے کو ایک گڑھے میں ذبح کیا ہوا پایا۔ انہوں نے عابد سے کل کیفیت دریافت کی۔ عابد نے شیطان کے قول کی اپنے فعل کے بارے میں تصدیق کی۔ انہوں نے اپنے بادشاہ سے جا کر شکایت کی۔ عابد صومعے سے نکالا گیا اور اسے تختۂ دار پر کھینچنے کیلئے لے چلے۔ جب اس کو تختۂ دار پر کھڑا کیا گیا تو شیطان اس کے پاس آیا اور کہا کہ تم نے مجھے پہچانا میں ہی تمہارا وہ ساتھی ہوں جس نے تمہیں عورت کے فتنے میں ڈال دیا یہاں تک کہ تم نے اس کو حاملہ کر دیا اور ذبح کر ڈالا۔ اب تم اگر میرا کہنا مانو اور تم مجھے سجدہ کرو تو میں تمہیں اس بلا سے نجات دوں۔ عابد نے سجدہ کیا۔ خدا تعالیٰ سے کافر ہو گیا۔ پھر جب عابد نے کفر باللہ کیا تو شیطان اس کو اس کے ساتھیوں کے قبضہ میں چھوڑ کر چلا گیا، انہوں نے اسے تختۂ دار پر کھینچا اور وہ اپنے انجام کو پہنچا۔

دار العلوم سواء السبیل آپ کی خدمت..........؟

دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دار العلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دار العلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کر سکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کر سکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کر سکتے ہیں۔

آپ کے خیر اندیش۔ خدّام : دار العلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر

CHAND SOLARS

NEAR J&K BANK, T.P. BRANCH KULGAM

Cell No's: 9419639044, 9596106546

اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے!

پیرانِ پیر حضرت **شیخ عبد القادر جیلانی** رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خطاب

تیری علیٰحدگی اور خدا سے غیر حاضر رہنے نے تجھ کو خدا کے ساتھ مغرور بنا دیا اپنے غرور سے باز آجا اس سے پہلے کہ تجھ پر مار پڑے، ذلیل کیا جائے اور مسلط کر دیئے جائیں، تجھ پر بلیات کے سانپ اور بچھو تو نے بلا کا مزہ نہیں چکھا پس ضرور ہوا کہ مغرور یعنی جو کچھ تیرے پاس ہے اس پر اترائے مت کہ یہ سب عنقریب جاتا رہے گا اللہ عز وجل فرماتا ہے یہاں تک کہ جب وہ لوگ اترائے اس مال ودولت پر جو ان کو دی گئی تھی تو ہم نے اچانک ان کو پکڑ لیا جو نعمتیں اللہ پاک کے پاس ہیں ان سے بہرہ یابی صبر ہی کی بدولت ہو سکتی ہے اور اسی لئے اللہ پاک نے صبر کی جگہ جگہ تاکید فرمائی ہے فقر اور صبر دونوں جمع نہیں ہو سکتے مگر مومن کے حق میں۔ جو بندے محبّ ہوتے ہیں وہ تکلیفوں میں مبتلا کئے جاتے ہیں، پس صبر کرتے ہیں اور ان کو نیک کاموں کا بلا کے ساتھ ساتھ الہام کیا جاتا ہے اور جو نئی تکلیف ان کو ان کے رب کی طرف سے پہنچتی رہتی ہے وہ اس پر جمے رہتے ہیں اگر صبر نہ ہوتا تو تم مجھ کو اپنے اندر نہ دیکھتے میں گویا جال بنایا گیا ہوں جو پرندوں کا شکار کرتا ہے، رات بھر کیلئے میری آنکھیں کھول دی جاتیں اور دن میں میرے پاؤں سے جال چھڑا لیا جاتا ہے۔ درآنحالیکہ آنکھیں بند رکھی جاتی ہیں اور میرا پاؤں جال میں بندھا رہتا ہے (کہ کہیں جا نہ سکوں اور نصیحت سے آزاد منشوں کو پابندِ شرع اور غلام حق بناتا رہوں) یہ تمہاری ہی مصلحت کیلئے ہے مگر تم پہچانتے نہیں اگر حق تعالیٰ کی موافقت (جو میرے ذمہ فرض ہے) نہ ہوتی تو کون عاقل ہے جو اس شہر میں بیٹھنا گوارا کرے اور اسکے باشندوں میں رہے کہ عام طور پر اس میں ریا ونفاق اور ظلم وشبہات وحرام کی کثرت ہے، حق تعالیٰ کی نعمتوں کی ناشکر گزاری اور نعمتوں سے فسق وفجور پر اعانت حاصل کرنا بڑھا ہوا ہے، کثرت سے وہ لوگ ہیں جو گھر میں بیٹھیں تو درماندہ بیکار بنیں اور دُکانوں پر آئیں تو بڑے پرہیز گار بنیں۔ کھانے پینے میں زندیق اور منبر پر آویں تو گویا صدیق ہیں، اگر حکم کا پابند نہ ہوتا تو میں بتا دیتا جو کچھ تمہارے گھروں میں ہے لیکن میرے لئے ایک بنیاد ہے جس کو تعمیر کی ضرورت ہے اور میرے بہت کچھ (روحانی) بچے ہیں جو تربیت کے محتاج ہیں، (پس نصیحت وتبلیغ کی بنیاد پر اصلاح خلق کی تعمیر اور مریدوں کی تکمیل وتربیت کیلئے مجھ کو پردہ پوش بنایا گیا ہے کہ لوگ متوحش نہ ہوں اور پاس آکر منتفع ہوتے رہیں، جو میرے پاس ہے اگر اس میں سے کچھ بھی میں کھول دوں تو وہ میرے اور تمہارے درمیان مفارقت کا سبب بن جائے میں اس حالت میں جسکے اندر اسوقت ہوں انبیاء ومرسلین کی طاقت کا حاجتمند ہوں مجھ کو ضرورت ہے ان کے سے صبر کی جو آدم علیہ السّلام سے میرے زمانے تک گذر چکے ہیں، میں حاجتمند ہوں ربانی قوت کا، اے میرے اللہ لطف اور مدد کر اور رضا نصیب فرما۔ آمین

تو دُنیا میں رہنے اور یہاں کے مزے اُڑانے کیلئے پیدا نہیں ہوا، حق تعالیٰ کی ناراضیوں کی جس حالت میں تو مبتلا ہے اس کو بدل تو نے اللہ کی اطاعت میں صرف لاالٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ کہہ لینے پر قناعت کر لی ہے، حالانکہ جب تک اس کے ساتھ دوسری چیز (یعنی عمل کو) نہ ملائے گا یہ تجھ کو نافع نہ ہوگا۔ ایمان مجموعہ ہے قول کا اور عمل کا۔ ایمان نہ مقبول ہوگا اور نہ مفید جبکہ تو معصیتوں ولغزشوں اور حق تعالیٰ کی مخالفت کا مرتکب ہوگا اور اس پر اڑا رہے گا اگر نماز روزہ اور صدقہ اور نیکوکاریاں چھوڑیگا تو وحدانیت ورسالت کی محض گواہی کیا نفع دے گی؟ جب تو نے لا الٰہ الا اللہ کہا کہ کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے تو توحید کا) مدعی تو بن گیا اب کہا جائے گا کہ بتا کوئی تیرا گواہ بھی ہے؟ وہ گواہ کیا ہے؟ حکم ماننا، ممنوعات سے باز رہنا، مصیبتوں پر صبر کرنا، اور تقدیر کے سامنے گردن جھکانا یہ اس دعوے کے گواہ ہیں اور یہ بھی حق تعالیٰ کیلئے اخلاص کے بغیر مقبول نہ ہوں گے کیونکہ کوئی قول قبول نہیں ہوتا بلا عمل کے اور کوئی عمل مقبول نہیں ہوتا بغیر اخلاص اور سنت کے موافقت کے۔ اپنے مال سے جو کچھ ہو سکے فقیروں کی غم خواری کرو۔ اگر کسی چیز کے دینے کی طاقت ہو خواہ ذرا سی ہو یا بہت سی تو سائل کو واپس نہ کرو۔ عطا کو محبوب سمجھنے میں حق تعالیٰ کی موافقت کرو، اور شکر گزار بنو کہ اس نے تم کو اسکا اہل بنایا اور عطا پر قدرت بخشی، تجھ پر افسوس ہے جب کہ سائل اللہ عز وجل کا ہدیہ ہے (جو تیرے پاس بھیجا گیا ہے) اور تو اس کو دینے پر قدرت بھی رکھتا ہے تو ہدیہ کو اسکے بھیجنے والے پر کس طرح رد کرتا ہے؟ میرے پاس بیٹھ کر تو سنتا اور روتا ہے اور جب فقیر آتا ہے تو تیرا قلب سخت بن جاتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیرا رونا اور کان لگا کر سننا خالص اللہ کے واسطے نہ تھا میرے پاس بیٹھ کر سننا اوّلاً باطن سے ہونا چاہیے، پھر قلب سے اس کے بعد اعضاء کو نیکوکاریوں میں مشغول کرنے سے، جب تو میرے پاس آیا کرے تو ایسی حالت سے آیا کر کہ اپنے علم اور عمل اور زبان اور نسب اور حسب سے یکسو ہو کر اور مال اور اہل کو بھولا ہوا ہو، میر سامنے بیٹھ کر ماسوائے اللہ سے قلب کو برہنہ بنا، یہاں تک کہ خدا اس کو اپنے قرب اور فضل واحسانات کا جامہ پہنائے۔ میر پاس آنے کے وقت جب تو ایسا کرے گا تو اس پرندا جیسا بن جائے گا جو صبح کو بھوکا اُٹھتا اور شام کو پیٹ بھر واپس آتا ہے (کہ توکل کے دسترخوان سے بلا کسب شکم سیر ہوتا ہے) حق تعالیٰ کے نور سے قلب کو منور بنا اور اسی لئے جناب رسول اللہ حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو کہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ اے فاسق! ڈر مومن سے اور اپنے معاصی کی گندگی میں لتھڑا ہوا اسکے پاس مت آ کیونکہ وہ اللہ عز وجل کے نور سے اس حالت کو دیکھتا ہے جس میں تو ملوث ہے، وہ دیکھتا ہے تیرے شرک کو تیرے نفاق کو۔

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 44 | 13 December 2013 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam
Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 14-12-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

جوامت تاریخ کے رُخ کو موڑ کر تاریخ بنانے آئی تھی

وہ اُمت آج خود تاریخ کیلئے سامانِ عبرت بنی پڑی ہے!!!

محمد علاء الدین

اگر ہم ہندوستان کے باشندوں کو ایک قوم فرض کرلیں تو ان کا ہر لیڈر قومی لیڈر کہلائے گا، لیکن اسی ہندوستان میں دسویں سیاسی پارٹیاں ہیں، دسویں مسالک اور مذاہب کے لوگ رہتے ہیں اور دسویں سیاسی اور مذہبی جماعتیں ہیں، ان جماعتوں کے لیڈران کے اپنے لیڈر تو ہوسکتے ہیں وہ ایک ہی وقت میں دو پارٹیوں کے لیڈر نہیں ہوسکتے، جماعت کا لیڈر اور قائد تو وہی ہوسکتا ہے جو جماعت کے مسلک اور اس کے مینوفیسٹو کا علمبر دار ہو۔

ایک قوم پرست لیڈر یا عامی اپنے کلچر پہ فخر تو کرتا ہے، اسے اپنے اسلاف سے ملے ہوئے ورثے کو باقی رکھنے کا جذبہ بھی ہوتا ہے، وہ قوم کی سیاسی اور معاشی مفادات کو اپنی ہی قوم تک محدود رکھنے کا خواہاں بھی ہوتا ہے، وہ یہ تو چاہتا ہے کہ اس کی قوم کے افراد زیادہ سے زیادہ خوشحال ہوں، اس قوم پرستانہ ماحول میں مسلمان عجیب مخمصے میں پڑ جاتا ہے، اگر وہ خودشناسی سے محروم ہو تو قومیت میں ضم ہوجاتا ہے، مگر وہ جو خوشناس ہوتے ہیں لیکن قوت ارادی سے محروم ہوتے ہیں اپنے مسلمان بن کر رہنے کے مقتضیات او ربھاری ذمہ داریوں سے اتنے خائف ہوتے ہیں کہ وہ ایثار و قربانی دے کر دنیا بھر کی مخالفت مول لینے کی تاب نہیں رکھتے، وہ ہوا کے ساتھ تو چل سکتے ہیں لیکن بادِ مخالف میں کتراتے ہیں، یہ کفر کی لذتوں اور آسائشوں کو چھوڑ بھی نہیں سکتے، اور مکمل کافر بن کر دُنیا پرست بننا بھی نہیں چاہتے، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اپنے اسلام اور کفر کے درمیان ایک بین بین کی راہ نکال لیتے ہیں، وہ مسلمانوں کے مفادات سے جڑے تو رہتے ہیں، مگر شعوری اور لاشعوری طور پر امت مسلمہ کے حزب اللہ اور جماعت ہونے کی جگہ قوم ہونے کا تنگ نظر اور متعصّبانہ تصور اپنی جگہ بنالیتا ہے۔

پھر اس کا مطمحِ نظر ہی یہ بن جاتا ہے کہ مسلمان کے مفادات یا اپنے مفاد کیلئے جئے، ان مفادات کو حاصل کرنے کیلئے اگر اسے کسی طاغوتی نظام کا آلہ کار بننا پڑے تو بخوشی منظور کرتا ہے، کسی باطل مسلک یا جماعت سے تعاون کرنا پڑے تو لپک کر آگے بڑھتا ہے وہ مصلحت اور رواداری میں ہر علمبر دار اور جاہلیت سے مصالحت (Compromise) کرلیتا ہے۔

حالانکہ جس اسلام کا وہ دم بھرتا ہے وہ ایک عالمگیر اخلاقی اور ربّانی مسلک ہے، وہ ایک جماعت اور نظریہ حیات ہے، وہ صرف مسلمانوں کے مفادات کا علمبر دار نہیں ہے، وہ کشتی انسانیت کو ساحل مراد تک لے جانے کا داعی ہے، وہ انسانی مسائل کو سامنے رکھتا ہے، اس کے سامنے تنہا وقتی اور مقامی مسائل نہیں ہوتے، بلکہ جہانی مقصد اس کا مطمحِ نظر ہوتا ہے، وہ تاریخی روایات کے تسلسل پر قائم ہونے والی قومیت کے دائرے میں محصور نہیں رہتا، بلکہ فاطر کائنات کی بنائی ہوئی دائمی فطرت اور بے لاگ قانون ''اسلام'' کے جلو میں آنا اور دوسروں کو لانا چاہتا ہے۔

مگر افسوس کہ جو جماعت نوع انسانی کیلئے برپا کی گئی تھی وہ اپنے لئے جینے کی عادی بن گئی ہے، جو امت تاریخ کے رُخ کو موڑ کر تاریخ بنانے آئی تھی وہ خود آج تاریخ کیلئے سامانِ عبرت بن گئی ہے۔

مانا کہ امت مسلمہ ہندیہ اکال الامم کے گھیرے میں ہے، یہاں قومیں آئیں اور اپنا وجود کھو بیٹھیں، اسلئے لازماً اسکو اپنی تہذیب کے تحفظ کا سوال ستاتا رہتا ہے، مگر کیا اس سوال کی کوئی اہمیت نہیں ہے کہ ملک جیسے چاہے قانون سازی کردے، اور ہم آنکھیں بند کرکے آمنا وصدقنا کہہ دیں، ملکی نظم ونسق میں دین اخلاق کیلئے کوئی گنجائش نہ ہو اور ہم ''قومی مفادات'' کی بھیک مانگنے کیلئے اپنا ہاتھ پھیلاتے رہیں، قومیں منافع اور لذتوں سے لطف اندوز ہوتی رہیں اور ہمارا مطالبہ ہو کہ ہمارا بھی حصہ ہمیں ملنا چاہیے۔ اس ایک مقصد کیلئے ہر اس پارٹی کے در پر جھکیں جہاں سے ''قومی مفاد'' کیلئے اُمید کی کوئی کرن نظر آئے، کبھی فاشزم کے اصولوں سے سمجھوتہ کریں، کبھی سرمایہ داری کی گود میں پناہ لیں، کبھی کمیونزم کے پیچھے دوڑنا شروع کردیں، کبھی سیکولرزم کا نعرہ لگانے والوں کے سامنے سجدہ ریز ہوں، پھر آپ کا لیڈر ہر وہ شخص ہو جو آپ کے قومی مفاد کے حق میں زبان کھولے، آپ کی روزی روٹی کیلئے رازق بن کر سامنے آئے، اسلام کم از کم اپنے ماننے والوں کو ایسی بے غیرتی، دناءت اور ابن الوقتی نہیں سکھاتا۔

مگر جب آپ اپنی قوم، اپنے مفاد، اپنے تحفظ کے بجائے فلاح انسانیت کی بات کریں گے، اسلام کے عالمگیر اصول کی بات کریں گے، اس کی فطری مساوات کے فطری تصور کو سامنے لائیں گے، ستم زدہ انسانیت کی مشکلات کے حل کیلئے اسلام کی بات اسلام کے فطری قوانین کے حوالے سے کریں گے، اس کے عدل اجتماعی کی خوبیوں کو آشکار کریں گے، تو دُنیا چونکہ اس معاملہ میں تہی دست ہے، آپ کی دعوت کی طرف لپک کر آئے گی، انسان کی نفسیات یہ ہے کہ وہ ہمیشہ طاقت کے سامنے جھکتی ہے، اسلام کی عالمگیر طاقت اور اس کے جہانی اصول ونظریات کی قوت کے علاوہ آپ کے پاس نہ کوئی دوسری طاقت ہے نہ کسی دوسری طاقت سے آپ اس کو جھکا سکتے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آج امت مسلمہ ''الجماعۃ'' کی بلندیوں سے نیچے اتر کر مغلوبیت اور غلامی کے طور طریق سیکھنے میں لگ گئی ہے، نظریاتی وعملی طور پر ہماری سوچ اور جدوجہد وعمل ڈیموکریسی اور سیکولرزم کے دائرے سے نکل نہیں پاتی، ہماری فکر ونظر قومیت کے فریم ورک کی پیداوار ہے، مسلمانی رویے کے بجائے ہم نے قومی شناخت پر قناعت کرلی ہے، ہم اپنے تراشید خول مسلمانی میں ایسے بند ہیں کہ// بقیہ صفحہ 7 پر……

تھے تو آباد وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو؟

اس وقت دُنیا میں مسلمان ہی وہ بدقسمت لوگ ہیں جو اللہ کا کلام رکھتے ہوئے بھی اس کی بے حدوحساب نعمتوں اور برکتوں سے محروم ہیں۔ اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ انہوں نے اتنے عظیم الشان کلام کی ناقدری کرتے ہوئے اسے پس پشت ڈال کر طاق نسیاں کردیا ہے۔

قوانین قدرت ہمیشہ اٹل ہوا کرتے ہیں، قدرت صرف ان اقوام کو دنیا میں باقی رکھتی ہیں جو علمۃ الناس کیلئے مفید ہوں اور غیر مفید اقوام کو حرفِ غلط کی طرح صفحۂ ہستی سے ناپید کرنے میں کوشاں رہتی ہے۔ ''وَاَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاس فَیَمْکَثُ الْاَرْض'' یعنی دُنیا میں وہی لوگ باقی رہتے ہیں جو عام لوگوں کیلئے مفید ہوں۔

یہی حالت مسلمانوں کی ہے، جب تک وہ دنیا کیلئے مفید تھے، خداوند تعالیٰ انہیں ہر قسم کی سعادتوں اور مسرتوں سے نوازتا رہا۔ لیکن جب انہوں نے اللہ اور اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کے احکامات سے روگردانی کی ان پر وسیع وعریض دنیا تنگ سے تنگ تر ہوتی گئی اور ایسے متزلزل ہوئے کہ آج تک سنبھلنے میں نہیں آتے کیونکہ اللہ پہلے ہی فرما چکا ہے: ''وَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ یَسْتَبْدِلْ قَوْماً غَیْرَکُمْ'' یعنی اگر تم نے ہمارے دیئے ہوئے آئین حیات سے منہ پھیر لیا تو ہم تمہاری جگہ دوسری قوم کو دے دیں گے''۔

اپنے اسلاف پر نظر ڈالئے، ان بے لوث کارناموں کی زد میں قیصر وکسریٰ کی پرشکوہ سلطنتیں متزلزل نظر آتی ہیں، اسپین پر مسلمانوں کے آٹھ سو سالہ دورِ حکومت پر نظرِ غائر ڈالیں، آپ ان کی تعمیرات، ان کی صناعی اور ان کے نظام حکومت پر عش عش کر اٹھیں گے، وہ بھی مسلمان تھے اور ہم بھی مسلمان ہیں ہماری حالت کا صحیح نقشہ علامہ اقبال نے کتنے واضح الفاظ میں کھینچا ہے۔

تھے تو آباد وہ تمہارے ہی مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

ان باتوں سے واحد مطلب یہی ہے کہ مسلمان قرآن پاک کی تلاوت کو کارِ ثواب سمجھ کر صرف اسی پر اکتفانہ کریں بلکہ اس کے معنی ومطالب سمجھنے کی کوشش کریں تاکہ وہ ان حقائق سے آشنا ہوں، جو آج سے چودہ سو سال پہلے رسولِ رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ذریعہ مسلمانوں پر آشکارا کی گئیں اور جن کا تجزیہ آج کل کے علماء صدیوں کی چھان بین کے بعد دریافت کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔